بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



12 ربیع الاول صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت یا وصال ﷺ

محقق و مرتب: محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نام کتاب: بارہ ربیع الاول ولادت یا وصال۔

محقق و مرتب: محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی۔

زیرِ سایہ: پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار۔

خاکِ پا: سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ۔

تاریخِ تحریر: ربیع الاول (1445ھ)، ستمبر (2023ء)۔

صفحات: 103

ای میل: see.zee480@gmail.com

مطالعہ آن لائن: /https://archive.org

خانقاہِ اولیاء قادریہ حسنیہ انٹرنیشنل لاہور پاکستان

تاریخ ولادت اور وصالِ مبارک مصطفیٰ ﷺ

امام ابو بکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ : ترجمہ : عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناسے روایت فرماتے ہیں اور وہ حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی کہ یہ دونوں (حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(سیرۃ النبویہ لابن کثیر، ج اص 199) (البدایہ والنہایہ، ج 2 ص 260)

اس روایت کی سند بھی صحیح ہے تو ثابت ہوا کہ جلیل القدر دو صحابہ کرام سے باسند صحیح یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ 9 ربیع الاول کے تاریخ ہونے کی رٹ لگانا باطل و مردود ہے۔ تمام عالم میں ولادت کی تاریخ 12 ہی ہے جس کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ جس حدیث کو فقیر نے پیش کیا تمام اہلسنت کے نزدیک معتبر ہے۔ اس حدیث کے راویوں کی توثیق جلیل القدر آئمہ محدثین کرام سے آپ ملاحظہ کریں۔

(1)۔ اس کے پہلے راوی خود امام ابو بکر بن شیبہ ہیں جو امام بخاری و امام مسلم کے استاد ہیں۔ جو جلیل القدر آئمہ محدثین کی تصریحات کی رو سے ثقہ حافظ ہیں۔

(تہذیب التہذیب، جلد 6 ص 3-4)

متصل سند کے ساتھ امام بخاری نے ان سے 22 روایات صحیح بخاری میں، امام مسلم نے 1528 روایات صحیح مسلم میں، امام نسائی نے 6 روایات سنن نسائی میں، امام ابوداؤد نے 60 روایات سنن ابوداؤد میں، امام ابن ماجہ نے 1151 روایات سنن ابن ماجہ میں نقل کی ہیں۔

(2)۔ اس روایت کے دوسرے راوی عفان ہیں جو کہ بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط اور اتقان تھے (خلاصۃ التہذیب، ص 268) امام عجلی نے کہا کہ وہ ثقہ اور صاحب سنت تھے۔ (تہذیب التہذیب، ج 7 ص 231) امام ابن معین نے ان کو اصحاب الحدیث بلند پایہ میں شمار کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج7ص233)امام ابن سعد نے کہا کہ وہ ثقہ ثبت حجت اور کثیر الحدیث تھے۔امام ابن خراش نے کہا کہ وہ ثقہ من خیار المسلمین تھے۔ابن قانع نے کہا کہ وہ ثقہ اور مامون تھے۔ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔(تہذیب التہذیب، ج7صفحہ234)امام ذہبی نے کہا کہ وہ مشائخ الاسلا میں سے تھے۔آئمۃ العلام میں سے تھے۔امام عجلی نے ثبت اور صاحب سنت کہا۔(میزان الاعتدال، ج3ص81)امام ابن معین نے ان کو پانچ بلند اصحاب الحدیث میں شمار کیا۔امام ابو حاتم نے ثقہ متقن متین کہا(میزان الاعتدال، ج3ص82، چشتی)

(3)۔تیسرے راوی سعید بن مینار ہیں۔امام ابن معین اور امام ابو حاتم نے ان کو ثقہ کہا۔ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا۔امام نسائی نے الجرح والتعدیل میں ثقہ کہا۔

(تہذیب التہذیب، ج4ص91)

امام ابن کثیر رحمۃاللہ تعالی علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: جمہور علماء کے نزدیک یہی مشہور ہے۔(سیرۃالنبویہ، ج1ص199)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

(تلخیص المستدرک، ج2ص603)

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔(تاریخ طبری، ج2ص125)

امام ابن ہشام نے محمد بن اسحاق کا قول نقل فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہویں ربیع الاوّل کو عام الفیل میں ہوئی۔(السیرۃالنبویہ، لابن ہشام، ج1ص181، چشتی)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: امام ابن اسحاق نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں ہوئی۔(الوفاء، ج1ص90)۔

امام ابن اسحاق کا یہ قول ان کتب میں بھی موجود ہے، (سبل الھدیٰ والرشاد، ج1ص334)
(شیعب الایمان بیہقی، ج2ص458)(السیرۃ النبویہ مع الروض الانف، ج3ص93)
امام ابن جوزی نے اپنی دیگر کتب میں بھی سرکار اقدس ﷺ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل کو قرار دیا ہے۔(بیان المیلاد النبوی، ص31)(مولد العروس، ص14)

علامہ ابن خِلدون لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل کو بارہویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔(تاریخ ابن خلدون، ج2ص710)
امام ابو الفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی لکھتے ہیں کہ:
ہمارے سردار اور ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل شریف کو عام الفیل میں ہوئی۔(عیون الاثر، ج1ص26)
امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کی رات بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔(النعمۃ الکبری علی العالم، ص20)
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔(مستدرک، ج2ص603)
امام المغازی محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔
امام برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی قول ہے۔(سیرت حلبیہ، ج1ص57)
حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت بہار نہار کے قریب یعنی وسط میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔
جلیل القدر محدث امام بیہقی لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ پیر کے دن عام الفیل میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔(دلائل النبوت بیہقی، ج اص74، چشتی)
جلیل القدر محدث امام ابن حبان لکھتے ہیں کہ: امام ابو حاتم نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت

عام الفیل کے سال پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔(سیرۃ النبویہ واخیار الخلفاء، ص33)
محدث جلیل امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ عام فیل ربیع الاوّل پیر کے دن فجر کے وقت 12 کی رات میں پیدا ہوئے۔(التحفہ اللطیفہ، ج1ص7)
امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (متوفی 450ھ) لکھتے ہیں کہ: ربیع الاوّل، عام الفیل کے پچاس روز بعد والد گرامی کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔
(اعلام النبوۃ، ج1ص379)
معروف سیرت نگار ملا معین واعظ کاشفی لکھتے ہیں: مشہور ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اکثر کہتے ہیں کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔
(معارج النبوت، ج1ص37، باب سوم، چشتی)
مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی 898ھ) لکھتے ہیں کہ: ولادت رسول اکرم ﷺ بتاریخ 12 ربیع الاوّل بروز پیر واقعہ خیل سے پچپیں دن بعد ہوئی۔
(شواہد النبوت فارس، ص22)(اردو، ص56)
محدث جلیل سید جمال حسینی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ: مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔12 ربیع الاوّل مشہور تاریخ ہے
(رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب، از مفتی عزیز الرحمٰن ص9)
امام ذہبی لکھتے ہیں کہ: ابو معشر نجیح فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔
(سیرت النبویہ للذہبی، ج1ص7)
محدث جلیل ملا علی قاری (متوفی 1014ھ) لکھتے ہیں کہ: مشہور یہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ولادت پیر کے روز بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔(المورد الروی، ص98)
شارح بخاری امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ: مشہور یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ پیر بارہ ربیع الاوّل کو

پیدا ہوئے۔(مواہب اللدنیہ، ج1ص142)
امام ابن کثیر نے فرمایا کہ جمہور کے نزدیک بارہ ربیع الاوّل کو ولادت مشہور ہے۔ابن جوزی اور ابن الجزار نے مبالغہ سے اس اجماع نقل کیا ہے۔یہ وہ قول ہے جس پر (امت کا) عمل ہے۔
(زرقانی علی المواہب، ج1ص132)
امام حسین بن محمد دیار بکری (982ھ) لکھتے ہیں کہ: مشہور یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی اور یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔(تاریخ الخمیس، ج1ص192)
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ: اور کہا گیا ہے کہ حضور کریم ﷺ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل ہے اور یہی مشہور قول ہے۔
(ماثبت بالسنۃ، ص149)(مدارج النبوت، ج2ص23، چشتی)
علامہ یوسف بن اسمٰعیل بنھانی لکھتے ہیں کہ: رسول اکرم ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔(حجۃ اللہ علی العالمین، ص176)
ان کے علاوہ متعدد آئمہ نے باریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل کی ہی صراحت کی ہے۔مزید چند حوالہ جات درج ذیل ہیں۔
(نسیم الریاض، ج3ص275)(صفۃ الصفوۃ، ج1ص52)(اعلام النبوۃ، ج1ص192)
(فقہ السیرۃ للغزالی، ص20)(تواریخ حبیب الٰہ، ص12)(وسیلۃ الاسلام، ج1ص44)
(مسائل الامام احمد، ج1ص14)(سرور المحزون، ص14، چشتی)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی اور اس پر ہمارے پاس کثرت سے دلائل موجود ہیں-تاریخ ولادت میں اختلاف بھی ہے لیکن جمہور کے نزدیک 12 ربیع الاول ہی درست ہے-ذیل میں کچھ کتابوں کے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں

جن میں تاریخ ولادت (بارہ ربیع الاول) کو ہی قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہو: ↓

(سیرت ابن اسحاق بہ حوالہ الوفا، ص87) (سیرت ابن ہشام، ج1 ص107)

(تاریخ الامم والملوک المعروف بہ تاریخ طبری، ج2 ص125)

(اعلام النبوۃ، ص192) (المستدرک للحاکم، ج2 ص603)

(عیون الاثر، ج1 ص33) (تاریخ ابن خلدون، ج2 ص394)

(سیرت ابن خلدون، ص81) (المورد الروی للقاری، ص96)

(محمد رسول اللہ، ج1 ص102) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج1 ص231)

(ماثبت بالسنۃ، ص31) (نور الابصار، ص13) (النعمۃ الکبری، ص20)

(تاریخ اسلامی، ص35) (معارج النبوۃ، ج1 ص37)

(مدارج النبوۃ، ج2، ص18) (سیرت حلبیہ، ج1، ص93)

(المواہب اللدنیۃ، ج1، ص132) (بلوغ الامانی، ج2، ص189)

(تاریخ الخمیس، ص196) (البدایہ والنھایہ، ج2، ص260)

(بیان المیلاد النبوی، ص50) (فتح الباری، ج8، ص130)

(فقیہہ السنۃ، ص60) (کتاب اللطائف، ص230)

(سرور القلوب، ص11) (فتاوی رضویہ، ج26، ص411)

(اسلامی زندگی، ص106) (فتاوی نعیمیہ، ص46)

(تبرکات صدر الافاضل، ص199) (رسائل کاظمی، ص2)

(سیرت رسول عربی، ص43) (ذکر الحسین، ص116)

(فتاوی مہریہ، ص110) (جنتی زیور، ص473) (دین مصطفی، ص84)

(محمد نور، ص56) (کتاب فارسی، ص80) (انوار شریعت، ص9)

(الخطیب، ص121) (تواریخ حبیب الہ، ص13) (جمال رسول، ص11)

(رسالہ میلاد نمبر، ص24) (پیش لفظ تصفیہ مابین سنی وشیعہ) (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص4)

دیوبندیوں، وہابیوں اور شیعوں کی کتب سے ثبوت: ↓

(میلاد النبی از اشرف علی تھانوی، ص90) (سیرت خاتم الانبیا، ص19، 20)

(ہادی عالم، ص43) (ہفت روزہ، مارچ 1977، ص7، 18)

(قصص النبیین، ج5، ص27) (نفحۃ العرب، ص141)

(خاتون پاکستان رسول نمبر، ص36) (رحمت عالم، ص13)

(ماہنامہ محفل لاہور، مارچ 1981، ص65) (خاتون پاکستان رسول نمبر، ص839)

(الشمامۃ العنبریہ، ص8) (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص21، 22)

(اکرام محمدی، ص270) (سیرۃ الرسول، محمد بن عبدالوہاب)

(سید الکونین، ص60) (حیاۃ القلوب، ج2ص112)

کتب عامہ اور تاریخ ولادت:

(سید الوری، ج1ص88) (سیرت احمد مجتبی، ج1ص5، 147، 149)

(تاریخ مکۃ المکرمہ، ج1ص211) (الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص191)

(محمد سید لولاک، ص118) (ہمارے پیغمبر، ص219)

(ہمارے رسول پاک، ص43) (کتاب شان محمد، ص234)

(محمد رسول اللہ، ص30) (شواہد النبوۃ، ص52) (معلومات عامہ، ص61)

(نور کامل، ص36) (اسلامی تہذیب وتمدن، ص347)

(ماہنامہ ترجمان اویس، ص71) (ماہنامہ نور الحبیب، اکتوبر 1989، ص41)

(سیرت کوئز، ص18) (موضع القرآن، ص33) (کیلنڈر از علامہ اکرم رضوی)

(جان جاناں، ص117)   (علموا اولادکم محبت رسول اللہ، ص99)

(خاتم النبیین، ص118)   (حیات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص26)

(ماہنامہ جام عرفان، اکتوبر 1984)   (ہفت روزہ الفقیہ، میلاد نمبر 1932، ص140)

(نورانی شمع ترجمہ قرآن مجید، ص13) (تاریخ اسلام از محمود الحسن، ص31)

(تاریخ ملت، ص34)   (رسالت مآب، ص9)   (خاتم المرسلین، ص78)

(تفسیر ضیاء القرآن، ج5، ص665) (حاشیہ الروض الانف، ج1، ص107)

(ضیاے حرم، عید میلاد النبی نمبر، ص184)   (سیرت سرور عالم، ص93)

(خطبات الاحمدیہ، ص12) (اسلام کی پہلی عید، ص33) (فضیلت کی راتیں، ص27)

(اشرف السیر، ص146)   (سیرت رسول اکرم، ص7) (جواز الاحتفال، ص12)

(ماہنامہ التزکیہ، جولائی 2002، ص11) (ہمارے حضور، 17) (الدرا لمنتظم، ص89)

(برکات میلاد شریف، ص3)   (زریں فرمودات، ص401)

(بھاگوات پران، باب 2، شلوک 18 بہ حوالہ جان جاناں) (انوار شریعت، ص9)

(قومی ڈائجسٹ، خصوصی نمبر 1989، ص50)   (الخطیب، ص121)

(نشر الطیب از تھانوی، ص22) (فقہ السیرۃ، ص60) (حیات رسول، ص92)

(محبوب کے حسن وجمال کا منظر، ص11) (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص1)

↓ کتب نصاب، انگریزی کتب اور بارہویں تاریخ:

(خالد دینیات برائے جماعت سوم)   (دینیات برائے جماعت پنجم، ص55)

(الکتاب العربی برائے جماعت ہفتم، ص16)   (اردو کی ساتویں کتاب، ص17)

(اردو کی آٹھویں کتاب، ص3)   (اردو کی آٹھویں کتاب، ص18)

(اسلامیات نہم ودہم، ص88)   (مطالعہ پاکستان نہم ودہم، ص119)

(اسلامیات لازمی بی اے)　　(معیار اسلامیات لازمی بی اے)

(اردو، دائرہ معارف اسلامیہ، 12، 19)　(مقالہ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ ص 12)

(انگلش کی آٹھویں، ص 1، پنجاب تیکسٹ بک بورڈ)　　(انگلش کی دسویں، ص 5)

(سیرت رسول اللہ، آکسفورڈ یونیورسٹی لندن، ص 69)　(دی لائف آف محمد، ص 23)

(محمد دی فائنل میسنجر، ص 50)　　(پروس پیکٹس، 2010، ص 162)

اہلحدیث کے مشہور مولوی عبد الستار اپنے پنجابی اشعار پر مشتمل کتاب میں لکھتے ہیں کہ: ↓

بارھویں ماہ ربیع الاوّل رات سوسوار نورانی

فضل کنوں تشریف لیایا پاک حبیب حقانی۔(کرام محمدی، صفحہ 270)

ابراہیم میر صادق سیالکوٹی اہلحدیث لکھتے ہیں کہ: بہار کے موسم 12 ربیع الاوّل (22 اپریل 971ء) سوموار کے روز نور کے تڑکے۔امت محمدیہ کے زہے نصیب کہ یہ آیہ رحمت اسے عطا ہوئی۔(سید الکونین، ص 59، 60)

دیوبندی مسلک کے مشہور عالم ابو القاسم محمد رفیق دلاوری لکھتے ہیں کہ: حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ دوشنبہ کے دن 12 ربیع الاوّل صبح صادق کے وقت مکہ معظمہ کے محلہ شعب بنو ہاشم میں اس مقام پر ظہور فرما ہوئے۔(سیرت کبریٰ، ج 1 ص 224)

دیوبند مسلک کے مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ: ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز شنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم اور اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشن گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔(سیرت خاتم الانبیاء، ص 20، طبع دار الاشاعت، چشتی)

مزید لکھتے ہیں کہ: (آپ ﷺ کی ولادت کے متعلق) مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔یہاں

تک کہ ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا ہے۔ اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے۔ یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بناء پر کی جائے۔ (سیرت خاتم الانبیا، ص 20)

اشرف علی تھانوی دیوبندی بیان کرتے ہیں کہ: جمہور کے قول کے موافق 12 ربیع الاوّل تاریخ ولادت شریف ہے۔ (ارشاد العباد فی عید المیلاد، ص 5، چشتی)

قاری محمد طیب کے فرزند محمد اسلم قاسمی لکھتے ہیں کہ: 12 ربیع الاوّل پیر کے روز 20 تاریخ اپریل 571ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی۔ (سیرت پاک، ص 22)

دیوبند مسلک کے امام التفسیر احمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ: احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 12 ربیع الاوّل 20 اپریل 571ء پیر کے دن عرب دیس کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔

(ہفت روزہ خدام الدین، ص 7، 18 مارچ 1977ء)

جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی لکھتے ہیں کہ: ربیع الاوّل کی کون سی تاریخ تھی اس میں اختلاف ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ آپ 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے تھے۔ اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔ (سیرت سرور عالم، ص 93 ج 1)

سر سید احمد خان لکھتے ہیں کہ: جمہور مورخین کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابراہہ کی چڑھائی سے 55 روز بعد پیدا ہوئے۔

(سیرت محمدی، صفحہ 217)

نتیجہ کلام: ان تمام دلائل و براہین سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا نامدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاوّل ہے اور اہل اسلام کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

سرورِ کونین ﷺ کی تاریخِ ولادت ووصال کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیق:

منکرین کے جھوٹ کا جواب: ولادتِ نبی ﷺ 8 ربیع الاول ہے اور وفاتِ نبی ﷺ 12 ربیع الاول ہے تحقیقِ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ (نطق الہلال، صفحہ 12۔13)

(فتاویٰ رضویہ، ج26، ص: 412۔415)

جواب: اس گروہ نے عوامِ اہلسنت کو یہ دھوکا دینا چاہا کہ "دیکھو تمہارے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی تو یہ تحقیق ہے کہ حضور پُر نور ﷺ کی ولادتِ مبارک 8 ربیع الاول ہے، تو تم 12 تاریخ کو جشنِ ولادت کیوں مناتے ہو جبکہ تمہارے امام کے نزدیک تو 12 ربیع الاول حضور ﷺ کے وصال کا دن ہے، یہ تو غم کا دن ہے اور تم جشن منا رہے ہو، تم نبی سے محبت کا نہیں عداوت کا ثبوت دے رہے ہو۔" وغیرہ وغیرہ اور حوالہ دے دیا نطق الہلال اور فتاوٰی رضویہ کا اور یہ ظاہر کرنے کی بھی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ تحقیق (نطق الہلال) میں بھی ہے اور (فتاویٰ رضویہ) میں بھی ہے یعنی یہ دو الگ الگ حوالے ہیں۔

اب ہم قارئینِ کرام پر حقیقت واضح کرتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے حضور پُر نور ﷺ کی ولادت ووصالِ مبارک سے متعلق چند تحریری سوالات کیے گئے۔ اُن کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام (نطق الہلال بارخ ولادالحبیب والوصال) (یعنی حبیب خدا ﷺ کی تاریخ ولادت ووصال پر شہادتِ ہلال) رکھا۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ شریف (جلد: 26، صفحات: 405 تا 428) میں بھی شامل کیا گیا ہے یعنی یہ دو الگ الگ حوالے نہیں بلکہ ایک ہی حوالہ ہے (یعنی نطق الہلال کا)۔

حضور پُر نور ﷺ کی ولادتِ مبارک (پیدائش) کا دن پیر اور مہینہ ربیع الاول ثابت کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں تاریخ ولادت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: اس میں اقوال بہت مختلف ہیں، (2)(8)(10)(12)(17)(18)(22)، سات قول ہیں مگر اشہر واکثر وماخوذ

ومعتبر بارہویں ہے۔مکۂ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ کو مکانِ مولدِ اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواھب والمدارج (جیسا کہ مواھب لدنیہ اور مدارج النبوّت میں ہے)اور خاص اس مکانِ جنت نشان میں اِسی تاریخ کو مجلس میلادِ مقدس ہوتی ہے۔

ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور ﷺ بارہ ربیع الاول بروز پیر پیدا ہوئے امام المغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے)۔شرح مواھب میں امام ابن کثیر سے ہے،(ترجمہ: جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے)۔اِسی میں ہے،(ترجمہ: یہی وہ ہے جس پر عمل ہے)۔شرح الھمزیہ میں ہے،(ترجمہ: یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے)۔(فتاوٰی رضویہ ج26ص411تا412)

محترم قارئینِ کرام: آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے سات قول بیان فرمائے لیکن اِن میں سے اشہر یعنی زیادہ مشہور اکثر وماخوذ یعنی اکثریت کا اختیار کردہ اور معتبر قول جس کو لکھا ہے وہ بارہ ربیع الاول ہے اور صفحہ 414تک اِسی قول کو دلائل سے ثابت کیا ہے اِسی دوران صفحہ 412پر ایک قول 8تاریخ کا بھی آگیا اور زیجات حساب سے بھی اعلیٰ حضرت نے 8ربیع الاول کیا۔لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اِس قول کو اپنایا نہیں بلکہ اس قول کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے جمہور کے قول یعنی 12ربیع الاول پر عمل کو ہی بہتر و مناسب لکھا ہے۔8تاریخ کو اعلیٰ حضرت کی تحقیق کہنا،دروغ گوئی اور بددیانتی کی ایک بڑی مثال ہے۔فتاوٰی رضویہ کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے دور میں (وہابیوں کی حکومت سے (یعنی 1926ء سے) پہلے خاص اُس مکان جہاں مکۂ معظمہ میں نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تھی باقاعدہ طور پر 12ربیع الاول کو میلاد شریف کی مجلس ہوتی ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب (فیوض الحرمین) میں حرمین شریفین (مکہ ومعظمہ ومدینہ منورہ) کی مجالس ومحافلِ میلاد شریف کا ذکر فرمایا جن میں انہوں نے خود شرکت کی اور اُن محافل میں جن انوار وبرکات کا

انہوں نے مشاہدہ کیا وہ بھی اس کتاب میں بیان فرمائے۔

نوٹ:

شاہ ولی اللہ محدث بریلوی وہ بزرگ ہیں جنہیں دیوبندی اور اہل حدیث بھی اپنا پیشوا جانتے ہیں۔

فتاوٰی رضویہ جلد 26 کے ہی صفحہ 428 پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اور روزِ ولادت شریف اگر 8 بفرض غلط 9 یا کوئی اور تاریخ ہو جب بھی 12 کو عید میلاد کرنے سے کون سی ممانعت ہے۔ یہاں اعلیٰ حضرت (آٹھ) کے ساتھ (اگر) کا استعمال کر رہے ہیں اِس سے بھی معلوم ہوا کہ ولادت شریف کی 8 تاریخ کو اعلیٰ حضرت کی تحقیق کہنا بالکل غلط، جھوٹ اور بد دیانتی ہے۔ البتہ علمِ ہیات و زیجات کے حساب سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ تحقیق فرمائی ہے وہ کہ ولادت شریف 8 ربیع الاول کو ہوئی لیکن اِسے اختیار نہیں فرمایا۔ آپ کا مختار (اختیار کردہ) قول 12 ربیع الاول ہی کا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر سے واضح طور پر ثابت ہے۔

تاریخِ وصال:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وفات شریف کے بارے میں ایک استفتا کے جواب میں رقم طراز ہیں: قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج26، ص415)

اس گروہ نے اِس قول کو بھی اعلیٰ حضرت کی تحقیق کہہ دیا حالانکہ اعلیٰ حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ یہ قول مشہور ہے اور جمہور یعنی اکثر علما نے اِسی قول پر اعتماد کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اقدس 12 ربیع الاول ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک 13 ربیع الاول ہے اور جمہور کے قول 12 ربیع الاول کی 13 ربیع الاول کے ساتھ یوں تطبیق فرماتے ہیں: اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقتاً بحسب رؤیتِ مکۂ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں تھی۔ مدینۂ طیبہ میں رؤیت نہ ہوئی (یعنی چاند نظر نہیں آیا) لہٰذا اُن کے حساب سے بارھویں ٹھہری وہی رُواۃ (یعنی روایت کرنے

والوں) نے اپنے حساب کی بناء پر روایت کی اور مشہور و مقبول جمہور ہوئی یہ حاصل تحقیق امام بارزی وامام عمادالدین بن کثیر اور امام بدرالدین بن جماعہ وغیرھم محدثین و محققین ہے۔
(فتاوٰی رضویہ، ج26، ص417)

اعلیٰ حضرت نے اِس اقتباس میں امام بارزی، امام عمادالدین بن کثیر اور امام بدرالدین بن جماعہ وغیرھم ایسے بڑے محدثین و محققین کی تحقیق کا حاصل یہ بتایا کہ مکۂ معظمہ میں مدینۂ طیبہ سے ایک دن پہلے چاند نظر آگیا تھا لہٰذا مکۂ معظمہ میں چاند نظر آنے کے اعتبار سے 13 تاریخ تھی اور مدینۂ طیبہ میں چونکہ ایک دن بعد میں چاند نظر آیا اِس لحاظ سے راویوں نے اپنے حساب کی بناء پر 12 ربیع الاول کی روایت کردی اور اِس طرح سے وفات اقدس کی تاریخ 12 ربیع الاول مشہور ہوگئی اور جمہور نے اِن مشہور روایت پر اعتماد کر لیا لیکن حقیقت میں ربیع الاول شریف کی 13 تھی اور اِسی کے لیے اعلیٰ حضرت نے فرمایا (اور تحقیق یہ ہے)۔

وہ حضرات جو یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ وفات شریف کی تاریخ 12 ربیع الاول ہے اب ذرا اعلیٰ حضرت کی درج ذیل واقعی اور حقیقی تحقیق ملاحظہ فرمائیں کہ وفات شریف 12 ربیع الاول کو نہیں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں: تفصیل و مقام توضیح مرام یہ ہے کہ وفاتِ اقدس ماہِ ربیع الاول شریف روز دوشنبہ (پیر) میں واقع ہوئی اِس قدر ثابت و مستحکم و یقینی ہے جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ ج26 ص418، چشتی)۔ یعنی وفات شریف ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی اِس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں (حتّٰی کے دیوبندی اور وہابی بھی اس سے متفق ہیں)۔

آگے چل کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ادھر یہ بلا شبہ ثابت ہے کہ اِس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اُس کی پہلی روز پنجشنبہ (جمعرات) تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روزِ جمعہ

ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج26،ص418)

یعنی جس ربیع الاول شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا اُس سے تین مہینے پہلے جو ذی الحجہ تھا اُس کی پہلی تاریخ جمعرات کے دن تھی کیونکہ حجۃالوداع شریف کے روز جمعہ (جمعہ کا دن) ہونے پر اجماع (یعنی سب کا اتفاق) ہے، یعنی 9ذی الحجہ کو جمعہ کا دن تھا لازمًا ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعرات کو تھی۔

(اس حساب سے 29ذی الحجہ کو جمعرات ہوئی۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اور جب ذی الحجہ 10ھ ء کی 29روز پنجشنبہ (جمعرات) تھی تو ربیع الاول 11ھ ء کی 12 کسی طرح روزِ دو شنبہ (پیر) نہیں آتی) کہ اگر ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں مہینے 30 کے لیے جائیں تو غرّہ ربیع الاول روز چار شنبہ (بدھ) ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرھویں، اور اگر تینوں 29 کے لیں تو غرّہ اور روزِ یکشنبہ (اتوار) پڑتا ہے اور پیر کی دوسری اور نویں، اور اگر اُن میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجیے تو پہلی سہ شنبہ (منگل) کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں اور چودھویں، اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں اور پندرھویں، غرض بارہویں کسی حساب سے نہیں آتی، اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں، قولِ جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اسے لاحل سمجھ کر انھوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔"(فتاوٰی رضویہ ج26،ص418تا419)

خلاصہ یہ ہے کہ دو باتوں میں کسی کا اختلاف نہیں ہے پہلی بات یہ کہ وصال مبارک سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اُس کی پہلی تاریخ جمعرات کے دن تھی کہ وقوف، عرفہ (9ذی الحجہ) بروز جمعہ ہونے پر سب متفق ہیں دوسری بات یہ کہ وفات اقدس ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی۔تو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعرات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں یہ حساب لگانا ہوگا کہ آنے والے ربیع الاول شریف میں پیر کس کس تاریخ میں آیا۔تو اگر ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں مہینے تیس کے لیے جائیں

تو ربیع الاول کی پہلی تاریخ بدھ کو ہو گی اور پیر کو 6، 13، 20اور 27 تاریخیں ہوں گی اگر تینوں مہینے 29 کے لیے جائیں تو یکم ربیع الاول اتوار کو ہو گی اور پیر کے دن 2، 9، 16، 23(اور 30 بھی ممکن ہے) تاریخیں ہوں گی اور اگر تینوں مہینوں میں سے کوئی سا ایک مہینہ 29 کا اور باقی دو مہینے 30 کے لیے جائیں تو ربیع الاول کی پہلی تاریخ منگل کی ہو گی اور پیر کو 7، 14، 21، 28اور اگر تینوں مہینوں میں سے کوئی سا بھی ایک 30 کا لیجیے اور باقی دو 29 کے سمجھیں تو یکم ربیع الاول پیر کو ہو گی اور اِس طرح پیر کے دن 1، 8، 15، 29 تاریخیں ہوں گی یعنی چاروں صورتوں میں پیر کے دن ممکنہ تاریخیں یہ ہوئیں:(1، 2، 6، 7، 8، 9، 13، 14، 15، 16، 20، 22، 23، 27، 28، 29اور 30)۔اِن چاروں صورتوں میں ربیع الاول کی 12 تاریخ پیر کے دن کسی حساب سے نہیں آتی اور ان چار کے سوا کوئی صورت ممکن نہیں۔اِن ممکنہ تاریخوں میں سے یکم ربیع الاول اور 2ربیع الاول کے اقوال بھی ملتے ہیں اور اعلیٰ حضرت اِن دونوں اقوال کو علم ہیات وزیجات کے حساب سے غلط ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں،"وہ دونوں قول(یکم اور دوم ربیع الاول کے)قطعاً باطل ہیں اور حق وصواب وہی قولِ جمہور بمعنی مذکور ہے یعنی واقع میں تیرھویں اور بوجہ مسطور تعبیر میں بارہویں۔"(فتاوٰی رضویہ ج26ص426)

یعنی مدینہ طیبہ میں چاند نظر نہیں آیا تواُن کے حساب سے 12 ہوئی۔اور راویوں نے وہی مشہور کر دی لیکن چونکہ مکۂ معظمہ میں چاند نظر آگیا تھا واقع میں (یعنی حقیقت میں)13ربیع الاول۔اور حقیقتاً 12ربیع الاول کسی حساب سے نہیں آتی، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت کی تحقیق۔علم ہیأت وزیج کے حساب بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہی ہے کہ وفات شریف 12 نہیں بلکہ 13 تاریخ کو ہے چنانچہ میلاد شریف پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:اگر ہیأت وزیج کا حساب لیتا ہے تو تاریخِ وفات شریف بھی 12 نہیں بلکہ 13 ربیع الاول ہے۔(جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحقیق کر دی ہے)۔

(فتاوٰی رضویہ ج26ص428)

اور اگر 12 ربیع الاول ہی تاریخِ وفات شریف ہو تو بھی میلاد شریف منانے سے روکنے کی کوئی دلیل نہیں۔ شریعت میں تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں صرف بیوہ کو شوہر کے لیے 4 ماہ 10 دن سوگ کرنے کا حکم ہے۔ غم پر صبر کرنا اور نعمت کا چرچا کرنا ہی مومن کی شان ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی جمعہ کے دن ہے اور وفات شریف بھی لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا گیا ہے بلکہ مشکٰوۃ شریف باب الجمعۃ میں ابن ماجہ کے حوالے سے ایک حدیث روایت کی جس میں جمعہ کو عید الاضحی اور عید الفطر سے بھی عظیم دن فرمایا گیا۔ حالانکہ اسی دن ایک نبی کی وفات بھی ہے، تو معلوم ہوا کہ غم پر صبر کرنا چاہیے اور پیدائش کا اعتبار کرتے ہوئے اس دن عید (خوشی) منانا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اگر مشہور کا اعتبار کرنا ہے تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ 12 ہے ہمیں شریعت نے نعمتِ الٰہی کا چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا، لہٰذا اس تاریخ کو روزِ ماتمِ وفات (وفات کے ماتم کا دن) نہ کیا روزِ سُرورِ ولادتِ شریفہ (ولادت شریف کی خوشی کا دن) کیا۔

کمافی مجمع البحار الانوار (جیسا کہ مجمع البحار الانوار میں ہے)۔

(فتاوٰی رضویہ، ج26، ص428، چشتی)

قدیم زمانہ سے یہ بات مشہور و معروف ہے کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پیر کے دن 12 ربیع الاول کو ہوئی۔ اور 12 ربیع الاوّل کو برصغیر میں حکومت کی طرف سے چھٹیاں بھی ہوتی ہیں؛ مگر افسوس کہ کچھ لوگ تاریخ ولادت کے بارے میں ایک مہم چلائے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش 12 ربیع الاول کو نہیں ہوئی؛ بلکہ 8 یا 9 کو ہوئی، اور کچھ مصنّفین کے اقوال دلیل میں پیش کرتے ہیں؛ مگر سچ بات یہ ہے کہ جمہور علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول ہی ہے۔ سینکڑوں علماء

کے اقوال کتابوں میں موجود ہیں۔ لہٰذا صحیح تاریخ ولادت کے متعلق علماء امت کے اقوال کا نقل کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش 12 ربیع الاول کو ہوئی۔

مشہور مؤرخ امام محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کی بارہویں رات عام فیل (571 عیسوی) میں ہوئی۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، 284/1) (تاریخ الطبری، 156/2) (مستدرک حاکم، 4182) (شعب الایمان للبیہقی، 1324) (الکامل فی التاریخ لابن الاثیر، 216/1)

مشہور مؤرخ و محدث امام ابو حاتم ابن حبان (متوفی 354 ہجری) لکھتے ہیں:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کی بارہویں رات عام فیل (571 عیسوی) میں ہوئی۔ (السیرۃ لابن حبان، 33/1)

امام ابو الحسن ماوردی شافعی (متوفی 450 ہجری) لکھتے ہیں:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش اپنے والد کے انتقال کے بعد، اور واقعہ فیل کے 50 دن بعد پیر کے دن 12 ربیع الاول کو ہوئی۔ (أعلام النبوۃ، 240/1)

علامہ قسطلانی (متوفی 923 ہجری) لکھتے ہیں: ترجمہ: مشہور قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ولادت 12 ربیع الاول پیر کے دن ہوئی۔ اور یہی قول حضرت ابن اسحاق (تابعی) وغیرہ کا ہے۔ (المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ 85/1، چشتی)

شیخ محمد بن عمر بحرقی حضرمی شافعی (متوفی 930 ہجری) لکھتے ہیں:

ترجمہ: علماء سیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کے مہینہ پیر کے دن ہوئی، اور جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ 12 ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

(حدائق الأنوار و مطالع الأسرار، 105/1)

علامہ مناوی (متوفی 1031 ہجری) لکھتے ہیں:

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارہ ربیع الاول کی صبح شعب مکہ میں واقعہ فیل کے سال پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (فیض القدیر، 573/3، چشتی)

علامہ ابو عبداللہ محمد زرقانی مالکی (متوفی 1122 ہجری) المواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: مشہور قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ولادت 12 ربیع الاول پیر کے دن ہوئی۔ اور یہی قول مغازی اور سیرت کے امام حضرت محمد ابن اسحاق بن یسار (تابعی) اور دیگر اہل علم کا ہے، علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں جمہور کا یہی قول ہے، علامہ ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ 248/1)

فتاویٰ لجنہ دائمہ وہابی میں ہے: ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کی بارہویں رات عام فیل (۵۷۱ عیسوی) میں ہوئی۔ (فتاوی اللجنہ الدائمہ، فتوی رقم 2474)

9 ربیع الاول کے قول کی تردید میں مفتی محمد شفیع کی کتاب سیرت خاتم الانبیاء کے حاشیہ میں اس طرح لکھا ہے: مشہور قول بارہویں 12 تاریخ کا ہے؛ یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا ہے، اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے، اور محمود پاشا علی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حساب اختیار کیا ہے، یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہِ اختلافِ مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا ہے کہ جمہور کی مخالفت اس بناء پر کی جائے۔

(حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء، ص 11)

محمود پاشاہ صاحب نے حساب سے 9 ربیع الاول، عام فیل کو پیر کا دن قرار دیا ہے، یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے، ہمارے حساب سے 12 ربیع الاول، عام فیل مطابق 23 اپریل 571 عیسوی کو پیر کا دن پڑتا ہے۔ جناب مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ بعض اہلِ تحقیق نے اسے 23 اپریل

571 کے مطابق قرار دیا ہے۔(سیرت سرورِ عالم، ج2ص 94)

بعضوں نے البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے 8ربیع الاول کو راجح لکھا ہے۔ شاید بدایہ میں پوری بحث پڑھنے کی ان کو فرصت نہیں ملی، اسی بدایہ میں (الجمہور لکھا ہوا ہے)۔اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ بارہ 12 ربیع الاول کا قول جمہور کا قول ہے۔ رہا روایت میں الثامن عشر کا لفظ، بارہ ربیع الاول کے مخالف لوگوں کی مہربانی یا کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے؛اس لیے کہ مصنف 12 ربیع الاول کے قول کی دلیل میں یہ روایت نقل کر رہے ہیں،12 ربیع الاول کے قول میں 18 کی روایت نقل کرنا مصنف کے مدعا کے خلاف ہے، نیز مصنف نے اپنی دوسری کتاب السیرۃ النبویہ میں اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

لہٰذا اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ کسی ایک کتاب کو دیکھ کر فیصلہ نہ کریں؛ بلکہ دوسری کتابوں سے بھی تحقیق کریں۔ آج کل حدیث کی کتابوں میں تحریف و تبدیل کا سلسلہ جاری ہے۔ شاملہ کے ایک نسخہ میں حدیث کے الفاظ دوسرے شاملہ کے الفاظ سے مختلف یا حذف ہیں۔ ہمارے خیال میں جس وقت آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے،اس وقت مکہ میں 12 ربیع الاول کی تاریخ تھی،اور دوسرے علاقوں میں دوسری تاریخ تھی، کیونکہ قمری تاریخ، مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔ غرض جس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے اس وقت مکہ میں 12 ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ لہٰذا صحیح، مشہور اور راجح قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی پیدائش 12 ربیع الاول ہی کو ہوئی۔

رہا 12 ربیع الاول کو تاریخِ وفات کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے؛اس لیے کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی،اور صحیح بخاری ہی کی روایت میں منقول ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کا دن جمعہ کا دن تھا،اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے 81 دن کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اس حساب سے 12 ربیع الاول کو پیر کا دن کسی

طرح نہیں پڑتا ہے، لہٰذا علامہ ابن حجر عسقلانی ہی کی رائے کو ماننا پڑے گا کہ آپ کی وفات دو (2) ربیع الاول بروز پیر کو ہوئی۔

علامہ سہیلی (متوفی 581ھ) نے روض الانف میں، علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے منہاج السنہ میں، علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی میں 1 ربیع الاول لکھا ہے۔ اور علامہ مغلطائی، علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، شیخ محمد بن عمر بحرقی حضرمی شافعی (متوفی 930ہجری) نے حدائق الانوار میں، محمد شفیع دیوبندی نے سیرت خاتم الانبیاء میں، میاں عابد احمد نے شانِ محمد ﷺ میں 2 ربیع الاول لکھا ہے، سیرت خاتم الانبیاء کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ تاریخ وفات میں مشہور یہ ہے کہ 12 ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں؛ لیکن حساب سے کسی طرح بھی یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی ہے؛ کیوں کہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ (پیر) کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج 9 ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے 12 ربیع الاول روز دوشنبہ (پیر) میں نہیں پڑتی؛ اسی لیے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاوّل ہے، کتابت کی غلطی سے 2 کا 12 بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ 12 ربیع الاول 11 ہجری کو پیر کا دن کسی حساب سے نہیں پڑتا، اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کا وصال یکم یا دوم ربیع الاول بروز پیر کو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ تاریخ 28 مئی 632 عیسوی ہوتی ہے۔ جس وقت آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت مدینہ میں دوم ربیع الاول 11 ہجری مطابق 28 مئی 632 عیسوی پیر کا دن تھا اور دوسرے علاقوں میں یکم ربیع الاول 11 ہجری مطابق 28 مئی 632 عیسوی پیر کا دن ہو گا۔ اس حساب سے یکم اور دوم ربیع الاول کا اختلاف ختم ہو گا۔ غرض ہر جگہ پر پیر کا دن تھا اور 28 مئی 632 عیسوی کی تاریخ تھی، ہجری تاریخ مختلف ملک میں مختلف ہو سکتی ہے۔

تاریخ وصال 12 ربیع الاوّل ہر گز نہیں ہے:

(صحیح بخاری، ج1ص11)(ج2ص662)(صحیح مسلم ج،2ص420)۔

(جامع ترمذی ج2ص129)(حسن صحیح ہے) کہ حجتہ الوداع کے سال یومِ عرفہ (9ذولحجہ) جمعہ کا دن تھا۔

(صحیح بخاری ج1صفحہ 93,94) پر حدیث ہے کہ وصال مبارک پیر کے دن ہوا لہذا تحقیق یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات یکم (1) یا دو(2) ربیع الاول کو ہوئی اور یہی صحیح ہے۔

12 ربیع الاول پیر کا دن یومِ وفات کسی طرح بھی نہیں بنتا۔ خواہ ذوالحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینے 30,30 دن کے یا 29,29 دن کے یا دو مہینے 30,30 دن کے یا ایک 29 دن کا یا دو مہینے 29,29 دن کے اور ایک مہینہ 30 دن کا شمار کریں۔

دو(2) ربیع الاول بروز پیر یومِ وفات لکھنے والے علماء:

امام محمد بن سعد متوفی 230ھ: (الطبقات الکبری، جلد2 صفحہ 208,209)

امام ابو بکر احمد بیہقی 458ھ: (دلائل النبوہ، جلد7 صفحہ 235)

حافظ مغلطائی 762ھ: (الاشارہ الی سیرن المصطفی، صفحہ 351)

حافظ اسماعیل (ابن کثیر) 774ھ: (البدایہ والنہایہ، جلد4 صفحہ 228)

حافظ شہاب الدین (ابن حجر) 852ھ: (فتح الباری، جلد8 صفحہ 473)

علامہ محمد بن یوسف الصالحہ 942ھ: (سبل الھدی والرشاد، جلد12 صفحہ 305)

شیخ عبدالحق دہلوی 1052ھ: (اشعتہ اللمعات، جلد4 صفحہ 604)

علامہ بدرالدین عینی 855ھ: (عمدۃ القاری جز،18 صفحہ 60)

علامہ علی بن سلطان القاری 1014ھ: (المرقات، جلد 11 صفحہ 238)

علامہ عبدالرحمن سہیلی 581ھ: (الروض الانف مع السیرۃ النبویہ، جلد4 صفحہ 440)

یکم (1) ربیع الاول بروز پیر وفات لکھنے والے علماء:

امام ابو القاسم علی بن عساکر 571ھ: (مختصر تاریخ دمشق، جلد 2 صفحہ 387)

علامہ جلال الدین سیوطی 911ھ: (التوشیح، جلد 4 صفحہ 143)

علامہ علی حلبی 1044ھ: (انسان العیون، جلد 3 صفحہ 473)

علامہ شبلی نعمانی: (سیرت النبی، جلد 2 صفحہ 106,107)

(علامہ نور بخش توکلی 1367ھ: سیرت رسول عربی، صفحہ 226)

علامہ غلام رسول سعیدی ھ: (تبیان القرآن، جلد 7 صفحہ 576)

اشرف علی تھانوی 1364ھ: اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں کی تھی اور یومِ وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کو کسی حساب سے نہیں ہو سکتی۔ (نشر الطیب، ص 241)

12 ربیع الاول وفات لکھنے والوں سے غلطی یہ ہوئی کہ ثانی (2) کو ثانی عشر (12) خیال کر لیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے نقل کر کے لکھ دیا۔ (فتح الباری ج 8 ص 473-474)

اہلسنت و جماعت پر اب یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کی وفات کے دن خوشی کیوں مناتے ہو۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول ہی کو مشہور اور عرب و عجم کے مسلمانوں میں معمول بہ ہے، تو اس دن خوشی کا اظہار کرنا اور میلاد کی محافل منعقد کرنا، نہ صرف جائز، بلکہ محبوب و مستحسن ہے، لہٰذا مؤمنین ہر سال آپ ﷺ کی تشریف آوری والی نعمت کا شکر بجالانے کے لیے موقع کی مناسبت سے خوشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

امام عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

• قال ابن إسحق : ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين عام الفيل ، لاثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول .

• وقد روى عن الزهرى أنه قال : ولد بعد الفيل بعشر سنين ، ولا يصح .

[illegible]
من ربيع الأول ، يوم العشر من نيسان .

• وقال حسان بن ثابت : إني لغلام يفعة ، ابن سبع سنين [illegible]

فلما اجتمعوا قالوا : مالك ويلك ؟!

قال : قد طلع نجم أحمد ، الذى يولد به هذه الليلة .

قال : فأدركه اليهودى ، فلم يؤمن !

• عن حسان أيضاً قال : إنى لعلى فارع وهو أطم(١) ، فى السَّحَر ، إذ سمعت صوتاً لم أسمع قط صوتاً أنفذ منه .

فإذا يهودى على أطم من آطام المدينة معه شعلة من نار .

فاجتمع الناس إليه فقالوا : مالك ويلك !

فقال : هذا كوكب أحمد قد طلع ، هذا كوكب لا يطلع إلا بالنبوة ، ولم يبق من الأنبياء إلا أحمد .

الوفا بأحوال المصطفى

للإمام أبي الفرج عبد الرحمن بن الجوزي

٥١٠ - ٥٩٧ هـ

صححه ونسقه وعلق عليه

محمد زهري النجار

من علماء الأزهر الشريف

الجزء الأول

رحمت عالم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے

(السیرۃ النبویہ بین الآثار المرویہ والآیات القرآنیہ صفحہ 149)

كلية الآداب
قسم اللغة العربية وآدابها

السيرة النبوية

بين الآثار المروية والآيات القرآنية

دراسة نصية مقارنة

للحصول على درجة الدكتوراه

مقدمة من الطالب

محمد مصطفى عبد السلام

تحت إشراف

الأستاذ الدكتور عفت الشرقاوي

١٤٣١هـ / ٢٠١٠م

المبحث الثاني

مولـــــده ﷺ

وقد ولد ﷺ عام الفيل حيث حاول أبرهة الحبشي أن يهدم الكعبة عندما بنى كنيسة باليمن ليحجها العرب بدلاً منها، وكان ذلك عام ٥٧٠م أو ٥٧١م[1]، وقد ولد ﷺ يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول، أو التاسع على رأي بعض الدراسات الحديثة[2]، وهذا أمر مجمع عليه[3] إذ حادثة الفيل مذكورة في القرآن الكريم بقوله تعالى: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ [illegible]

لا تكاد الروايات التاريخية تخرج عن الوصف القرآني إلا في تحديد جزئيات يسيرة [illegible] الصحابة [illegible] تلك الفترة [illegible]

[illegible] الفيل [illegible] يستطعمان الناس بمكة[4].

1- جواد علي: المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام (٤٤٣/٩).
2- الباحث محمود باشا الفلكي فيما ذكره الخضري في محاضرات في تاريخ الأمم الإسلامية (٦٢/١)، كتاب محمود باشا: "نتائج الأفهام في تقويم العرب قبل الإسلام" (٢٨-٣٥)، ط بيروت.
3- تاريخ خليفة وكل كتب السيرة تذكر مولده عند حادث الفيل؟!
4- ابن هشام "السيرة" (١/٧٥)، خليفة، "التاريخ" بسند حسن.

الشیخ ڈاکٹر سلیمان صاحب لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (السیرۃ النبویہ فی الصحیحین وعند ابن اسحاق)

مولد النبي ﷺ ونشأته:

لا يكاد المطّلع في الصحيحين يجد شيئا عن السنة التي ولد فيها النبي ﷺ والذي نجده تحديد اليوم الذي ولد فيه بيوم «الإثنين»:

ففي صحيح مسلم أن رسول الله ﷺ سئل عن صوم يوم الإثنين؟ فقال: «ذاك يوم ولدت فيه ...» الحديث[1]. ويوافقه في ذلك ابن إسحق ويزيد: لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل[2].

كما تتفق رواية الصحيح مع ابن إسحق في كون ولادته ﷺ بعد وفاة والده «عبد الله»، حيث كان حملا في بطن أمه حين توفي أبوه[3].

---

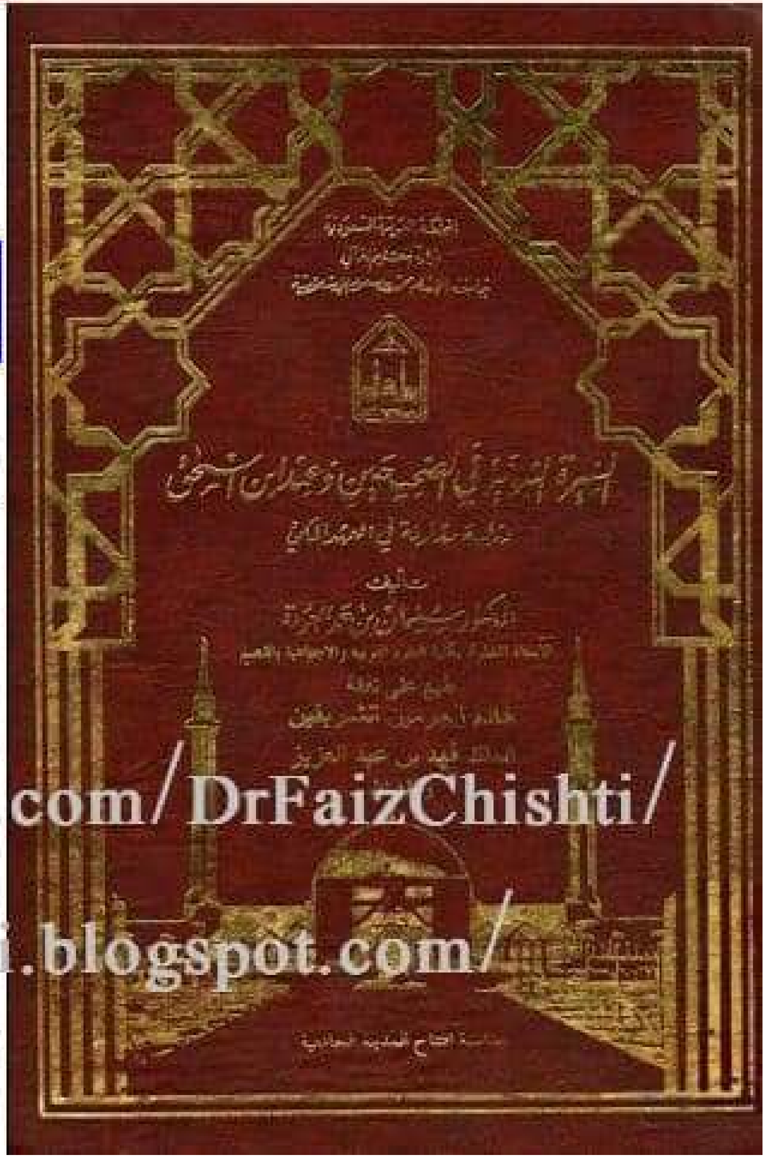
(١) ٨١٩/٢، ٨٢٠: كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة وعاشوراء والإثنين والخميس.

(٢) انظر: السيرة لابن هشام ١٧١/١، وقد ذكره ابن إسحق دون إسناد.

(٣) مسلم ١٣٩٢/٣: كتاب الجهاد والسير، باب رد المهاجرين إلى الأنصار منائحهم من الشجر والثمر (السيرة لابن هشام ١٧١/١، ١٩٦) ومسألة موت أبي النبي ﷺ مما اختلف أصحاب السير في [illegible] وفاة والده، وأمه حامل [illegible] ابن كثير (السيرة النبوية لابن كثير ٢٠٦/١) وهو الذي يفهم من حديث ابن شهاب الزهري (المغازي ص: ٣٩).

أما ابن حزم فيرى أن موته قبل أن يكمل النبي ﷺ ثلاث سنين (جوامع السيرة ص ٥)، ونقل الذهبي [illegible] وله [illegible] ﷺ [illegible] وعشرون شهرا، وقيل: أقل من [illegible] وقيل وهو حمل (السيرة النبوية ص ٢٢) ثم روى عن القرطبي: كونه حملا على الصحيح.

أما السهيلي فيقول: ذكر أن أباه مات وهو حمل، وأكثر العلماء على أنه كان في المهد. (الروض الأنف ٢/١٦٠).



رحمت عالم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے

(السیرۃ النبویہ بین الآثار المرویہ والآیات القرآنیہ صفحہ 149)

كلية الآداب
قسم اللغة العربية وآدابها

السيرة النبوية

بين الآثار المروية والآيات القرآنية

دراسة نصية مقارنة

للحصول على درجة الدكتوراه

مقدمة من الطالب

محمد مصطفى عبد السلام

تحت إشراف

الأستاذ الدكتور عفت الشرقاوي

١٤٣١هـ / ٢٠١٠م

المبحث الثاني

مولـــــده ﷺ

وقد ولد ﷺ عام الفيل حيث حاول أبرهة الحبشي أن يهدم الكعبة عندما بنى كنيسة باليمن ليحجها العرب بدلاً منها، وكان ذلك عام ٥٧٠م أو ٥٧١م[1]، وقد ولد ﷺ يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول، أو التاسع على رأي بعض الدراسات الحديثة[2]، وهذا أمر مجمع عليه[3] إذ حادثة الفيل مذكورة في القرآن الكريم بقوله تعالى: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝

لا تكاد الروايات التاريخية تخرج عن الوصف القرآني إلا في تحديد جزئيات يسيرة

يستطعمان الناس بمكة[4].

١- جواد علي، المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام (٤٤٣/٩).

2- الباحث محمود باشا الفلكي فيما ذكره الخضري في محاضرات في تاريخ الأمم الإسلامية (٦٢/ ١)، كتاب محمود باشا: "نتائج الأفهام في تقويم العرب قبل الإسلام" (٢٨-٣٥)، ط بيروت.

3- تاريخ خليفة وكل كتب السيرة تذكر مولده عند حادث الفيل؟!

4- ابن هشام "السيرة" (٧٥/ ١)، خليفة، "التاريخ" بسند حسن.

امام ابن سیّد الناس رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔

عیون الاثر جلد 1 صفحہ 79

السيرة النبوية

عيون الأثر

في فنون المغازي والشمائل والسير

تأليف

الحافظ أبي الفتح محمد بن محمد بن محمد بن سيد الناس اليعمري

المتوفى سنة ٧٣٤ هـ



الجزء الأول

[illegible]

د. محمد العيد الخطراوي — محيي الدين مستو

مكتبة دار التراث — المدينة المنورة

دار ابن كثير — دمشق - بيروت

والذي رجّحه الواقدي — وقال : هو أثبت الأقاويل عندنا في موت عبد الله وسببه[1] — أنه كان خرج إلى غزة في عير من عيرات قريش يحملون تجارات ، ففرغوا من تجاراتهم وانصرفوا فمروا بالمدينة وعبدُ الله بن عبد المطلب يومئذ مريض ، فقال : أنا أتخلف عند أخوالي بني عدي بن النجار ، فأقام عندهم مريضاً شهراً ، ومضى أصحابه فقدموا مكة فسألهم عبدُ المطلب عن عبد الله ، فقالوا : خلّفناه عند أخواله بني عدي بن النجار وهو مريض ، فبعث إليه عبد المطلب أكبرَ ولده الحارث فوجده قد توفي ودُفن في دار النابغة[2] . قيل : كان بينه وبين ابنه عليه الصلاة والسلام ثمانية وعشرون عاماً . وقد تقدم في تزوج عبد الله آمنة ما حُكي عن السلف في ذلك .

ذكر مولد رسول الله ﷺ

وولد سيدنا ونبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول عام الفيل . قيل : بعد الفيل بخمسين يوماً . وقال الزبير : حملت به أمه ﷺ في أيام التشريق في شعب أبي طالب عند الجمرة الوسطى . ووُلد ﷺ في الدار التي تُدعى لمحمد بن يوسف أخي الحجاج : يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر رمضان . وقيل : بل يوم الاثنين في ربيع الأول لليلتين خلتا منه . قال أبو عمر : وقد قيل : لثمان خلون منه . وقيل : إنه أول اثنين من ربيع الأول . وقيل : لاثنتي عشرة ليلة خلت منه عام الفيل . وقيل : إنه ولد في شعب بني هاشم . ورُوي عن ابن عباس قال : وُلد رسول الله ﷺ يوم الفيل . أخبرناه أبو الفضل أحمد[3] بن إسحاق فيما قرأت عليه ، قلت : قال [illegible]

---

(١) في الأصل والمطبوع « وسنه » وأثبتنا ما في « ب » و « ج » .

(٢) الطبقات الكبرى ١/٩٩ . والنابغة : اسم رجل من بني عدي بن النجار [illegible]

[illegible] متواضعاً ، حدّث عن أحمد بن عبد الرحمن وغيره ، توفي سنة ٧٠١ هـ . العبر ٥/٤ .

(٤) الفتح بن عبد الله : بن محمد بن علي بن هبة الله ، أبو الفرج البغدادي ابن عبد السلام ، مُسْنِدُ العراق ، حدث عنه الشهاب الأبرقوهي ، قال المنذري : كان شيخاً حسناً ، كاتباً أديباً ، وقال ابن الحاجب :

میلاد مصطفیٰ ﷺ پر شیطان رویا تھا اور نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (امام سہیلی رحمۃُ اللہ علیہ الروض الانف صفحہ 278)

ولادة رسول الله ﷺ

قال حدّثنا أبو محمد عبد الملك بن هشام قال: حدّثنا زياد بن عبد الله البكائي عن محمد بن إسحق قال: وُلد رسول الله ـ ﷺ ـ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلتْ من شهر ربيع الأوّل، عام الفيل[1].

قال ابن إسحق: وحدّثني المطّلب بن عبد الله بن قيس بن مَخْرَمَة عن أبيه عن جَدّه قيس بن مَخْرَمَة. قال:

ولدتُ أنا ورسولُ الله ـ ﷺ ـ عامَ الفيل: فنحن لِدَتانِ[2].

قال ابن إسحق: وحدّثني صالح بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عَوْف، عن يحيى بن عبد الله بن عبد الرحمن بن سَعْدِ بن زُرَارَة الأنصاريّ. قال: حدّثني مَن

فصل في المولد

في تفسير بَقِيّ بن مَخْلَد أن إبليس ـ لعنه الله ـ رنّ أربع رنّاتٍ[3]: رنّة حين لُعِن، ورنّة حين أُهْبِط، ورنّة حين وُلد رسول الله ـ ﷺ ـ ورنّة حين أُنزلت فاتحةُ الكتاب. قال: والرَّنينُ والنَّخارُ[4] من عمل الشيطان. قال: ويُكره أن يقال: أمّ الكتاب، ولكن: فاتحةُ الكتاب[5].

ورُوِيَ عن عثمان بن أبي العاص عن أمه أم عثمان الثقفيّة، واسمها: فاطمة بنت عبد الله،

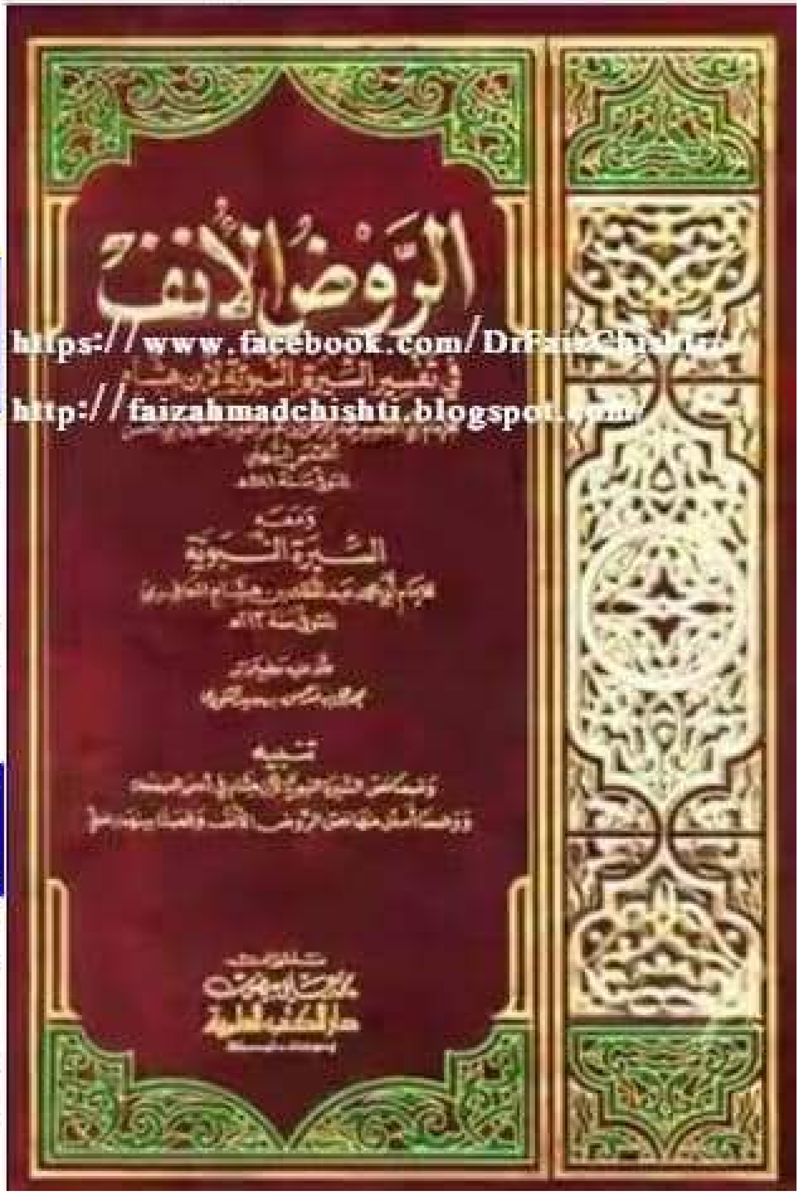
---

(١) إسناده ضعيف ـ لضعف البكائي ـ تقدمت ترجمته غير مرة. وانظر في تاريخ الولادة طبقات ابن سعد (١/ ١٠٠ ـ ١٠١) والبداية (٢/ ٢٤٢) والمنتظم (٢/ ٢٤٥) والدلائل لأبي نعيم (١١٠).

(٢) أخرجه أحمد والبيهقي. (٣) الرنة: الصيحة.

(٤) النخار: صوت يخرج من الخياشيم.

(٥) انظر للمحقق: «اللباب في تفسير فاتحة الكتاب».



نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔
امام ابن ناصر الدین دمشقی جامع الآثار صفحہ نمبر 498)

وجاء عن مجالدٍ، عن الشعبيّ.
وصحّحه الدمياطي فقال فيما أنبأونا عنه: والصحيح قولُ أبي جعفر.
وقيل: لِثِنْتي عشرة خلتْ منه. وهو المشهور عند الجمهور.
ولم يذكر ابن إسحاق غيره[١].
وقاله ابن عبّاسٍ وغيرُه.
وذكره أبو محمد بن حزم[٢].
وحكى ابن الجزّار الإجماعَ عليه. وفيه نظر، قاله مغلطاي فيما أنبأونا عنه[٣].

ورویٰ أبو بكر بن أبي شيبة، عن عفّان[٤]، عن سعيد بن ميناء، عن جابر وابن عبّاسٍ رضي الله عنهم قالا: وُلِد رسول الله ﷺ عام الفيل[٥] يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الأول[٦]، وفيه بُعث، وفيه عُرج به السماء،

(١) راجع «السيرة النبوية» ١/ ١٥٨ لابن هشام.
(٢) «جوامع السيرة النبوية» (ص١١-١٢) لابن حزم.
(٣) وكذلك حكى ابن الجوزي الأتفاق على أن المولد في شهر ربيع الأول. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٥: [illegible] الآخر، وقيل: في رجب ولا يصح، وقيل: في شهر رمضان، وروي عن ابن عمر بإسناد لا يصح، وهو موافق لمن قال: إن أمه حملت به في أيام التشريق، وأغرب من قال: ولد في عاشوراء. اهـ.
(٤) [illegible]
(٥) وهذا قول الجمهور: أن الولادة كانت عام الفيل، ومن العلماء من حكى الأتفاق عليه، وقال: كل قول يخالفه وهم. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٤: والمشهور أنه ولد بعد عام الفيل بخمسين يومًا وإليه ذهب السهيلي في جماعة.. قال: والمشهور أنه بعد عام الفيل؛ لأن قصة الفيل كانت توطئة لنبوته وتقدمة



الشیخ عثمان بن محمد الخمیس التمیمی لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (التاریخ صفحہ 43)

الفصل الثاني

بعثة الرسول ﷺ

في يوم الإثنين الثاني عشر من ربيع الأول [1] ، امتن الله تبارك وتعالى على البشرية أجمع بولادة سيد البشرية [2] وهاديها محمد بن عبد الله بن عبد المطلب الهاشمي القرشي .

ولد يتيم الأب ، وعاش بعد السادسة يتيم الأب والأم ، إذ مات أبوه وهو في بطن أمه ومات أمه وهو في السادسة من عمره ، فكفله جده عبد المطلب ، ولكنه مات بعد سنتين فكفله عمه أبو طالب .

ولما بلغ الأربعين من عمره بعثه الله مبشراً ونذيراً ، فقام برسالته خير قيام وبلّغ ما أمره به ربه أن يبلغه ليخرج الناس من الظلمات إلى النور ، فعاداه كبراء قومه وآذوه وآذوا من تبعه من الناس ، وقد تبعه أقوام باعوا الدنيا واشتروا الآخرة وجاهدوا في [illegible] الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله أولئك هم الصادقون ﴿٨﴾ [الحشر : ٨] .

[illegible] بالهجرة إلى المدينة التي نورها الله تبارك وتعالى برسوله محمد ﷺ وهاجر معه أصحابه وتركوا الأموال والأولاد والدور وذلك في سبيل الله تبارك وتعالى .

ولما وصل إلى المدينة آواه أهلها ونصروه وعزروه وعادوا الناس كلهم لأجله صلوات الله وسلامه عليه ، وواسوا المهاجرين بأموالهم ودورهم بل وأزواجهم فكان الأنصاري

(1) هناك اختلاف في تحديد يوم مولد النبي ﷺ .

حقبة من التاريخ

أبو محمد التميمي
عثمان بن محمد الخميس

تقديم الدكتور
محمد أحمد إسماعيل المقدم

تقديم الدكتور
السيد محمد نوح

دار الإيمان
دار التميمية

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ وصال مصطفیٰ ﷺ 2 اور 12 ربیع الاوّل لکھی ہے اور جمہور آئمہ کرام علیہم الرّحمہ نے ثابت کیا ہے کہ 12 یوم وفات کسی صورت نہیں بنتا۔۔۔۔۔

کی موت میں شک کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا، آپ ﷺ مرگئے اور بعض نے کہا نہیں مرے، اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، کیونکہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی۔

آنحضرت کتنے روز بیمار رہے اور کس روز آپ ﷺ کی وفات ہوئی؟

آپ کی وفات...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ ﷺ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ ﷺ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲۹ صفر ۱۱ھ یوم چہار شنبہ کو بیمار ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے (دوسری سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی اور آپ ﷺ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی، آپ ﷺ بقیہ روز اور ساری رات اور دوسرے دن تک رکھے رہے یہاں تک کہ رات کو دفن کے گئے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی جب آفتاب ڈھل گیا تھا اور آپ ﷺ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابی بن عباسؓ بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی آپ ﷺ دوشنبہ و سہ شنبہ کو رکھے رہے یہاں تک کہ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کو وفات ہوئی، اور آپ ﷺ منگل کو دفن کیے گئے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیر کو زوال آفتاب کے بعد ہوئی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ تمہارے نبی ﷺ کی وفات پیر کو ہوئی۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد ایک شبانہ روز تک دفن نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا کرتہ پھول گیا اور آپ ﷺ کی خنصر میں تغیر دیکھا گیا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں میں جب سبزی آ گئی اس وقت مدفون ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو مدینے کی ہر شے تاریک ہوگئی، ہم نے آپ ﷺ کے دفن کی گرد سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب کو متغیر پایا (یعنی وہ نور نہ رہا جو آپ ﷺ کی حیات میں تھا)

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت...... حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جلد اول

حصہ اول و دوم

سرور کائنات ﷺ کا مفصل تذکرہ [illegible]

تفصیل کے ساتھ جامع بیان

سرور کائنات ﷺ کا مہاجرین اور انصار [illegible]

[illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible]

حسان بن ثابت، کعب بن مالک، [illegible]

[illegible] مراثی بھی شامل کتاب ہیں

مصنف: علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری

ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی [illegible]

مولانا محمد اصغر مغل

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ وصال مصطفیٰ ﷺ 2 اور 12 ربیع الاوّل لکھی ہے اور جمہور آئمہ کرام علیہم الرّحمہ نے ثابت کیا ہے کہ 12 یوم وفات کسی صورت نہیں بنتا۔۔۔۔۔

کی موت میں شک کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا، آپ ﷺ مر گئے اور بعض نے کہا نہیں مرے، اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی، کیونکہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی۔

آنحضرت کتنے روز بیمار رہے اور کس روز آپ ﷺ کی وفات ہوئی؟

آپ کی وفات...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ١٩ صفر ١١ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ ﷺ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ ﷺ کی وفات ٢ ربیع الاول ١١ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ٢٩ صفر ١١ھ یوم چہار شنبہ کو بیمار ہوئے اور ١٢ ربیع الاول ١١ھ یوم دوشنبہ کو آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے (دوسری سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ١٢ ربیع الاول ١١ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی اور آپ ﷺ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی، آپ ﷺ بقیہ روز اور ساری رات اور دوسرے دن تک رکھے رہے یہاں تک کہ رات کو دفن کے گئے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی جب آفتاب ڈھل گیا تھا اور آپ ﷺ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابی بن عباسؓ بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی آپ ﷺ دوشنبہ و سہ شنبہ کو رکھے رہے یہاں تک کہ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کو وفات ہوئی، اور آپ ﷺ منگل کو دفن کئے گئے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیر کو زوال آفتاب کے بعد ہوئی۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تمہارے نبی ﷺ کی وفات پیر کو ہوئی۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد ایک شبانہ روز تک دفن نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا کرتہ پھول گیا اور آپ ﷺ کی خنصر میں تغیر دیکھا گیا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں میں جب سبزی آ گئی اس وقت مدفون ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو مدینے کی ہر شے تاریک ہو گئی، ہم نے آپ ﷺ کے دفن کی گرد سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب کو متغیر پایا (یعنی وہ نور نہ رہا جو آپ ﷺ کی حیات میں تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت...... حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جلد اول

حصہ اول و دوم

سرور کائنات ﷺ کا مفصل تذکرہ محققانہ اور مورخانہ انداز کا شاہکار، غزوات و سرایا کا تفصیل کے ساتھ جامع بیان

سرور کائنات ﷺ کا مہاجرین اور انصار ... اور وفات تک کے حالات، آخر میں حضرت ابو بکر صدیق ... حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اروی بنت عبدالمطلب ... محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے مراثی بھی شامل کتاب ہیں

مصنف
علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی

مولانا محمد اصغر مغل

دار الاشاعت
اردو بازار ... کراچی پاکستان 2213768

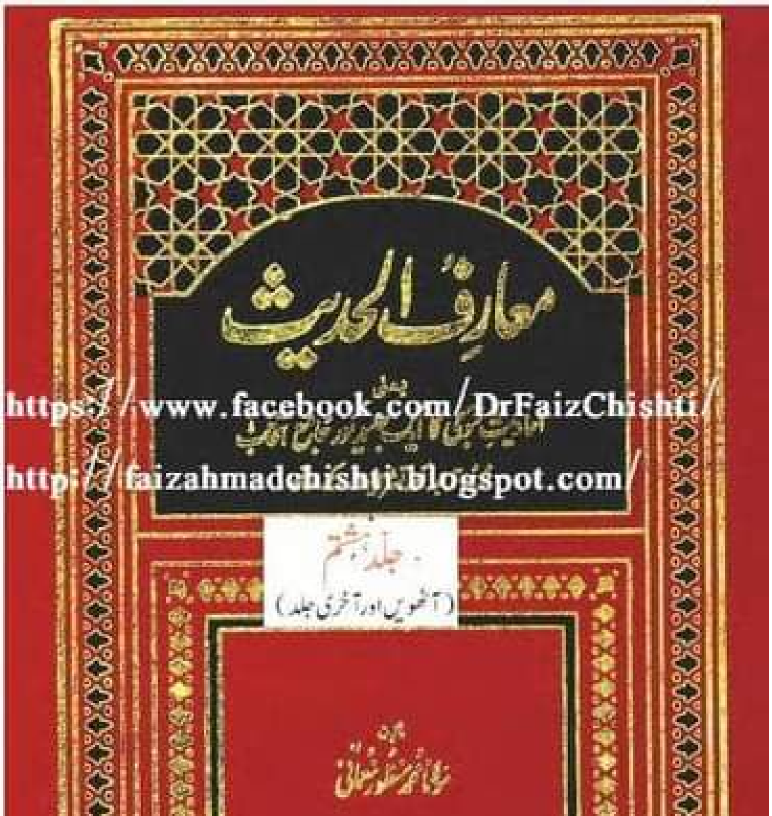
نبی کریم ﷺ کی تاریخ وصال 12 ربیع الاوّل نہیں ہے

دیو بند مکتبہ فکر کے مشہور عالم علامہ منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں محققین کے نزدیک 12 ربیع الاول یوم وصال مصطفیٰ ﷺ کسی صورت درست نہیں ہے،(معارف الحدیث جلد ہشتم صفحہ نمبر 161)

[illegible]

وفات اور مرض وفات

[illegible]





12 ربیع الاول کو یوم وفات کہہ کر
غم کا کہنے والوں کے مفتی عبد الرحمٰن
اشرفی صاحب لکھتے ہیں حضور ﷺ
وفات کے بعد بھی حیات ہیں غم کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا--------
اپنے بڑوں کی ہی مان لو منکرو------

مکتبہ فکر دیوبند کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کی تاریخ وفات 12 ربیع الاوّل کسی صورت درست نہیں ہے۔۔۔۔
(سیرت خاتم الانبیاء) مکتبہ فکر دیوبند کے لوگوں سے گذارش ہے خدارا ضد چھوڑ دو راہ وہابیت پر نہ چلو

آپ کے آخری کلمات

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

ورفعنا لک ذکرک

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا

سیرت خاتم الانبیاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

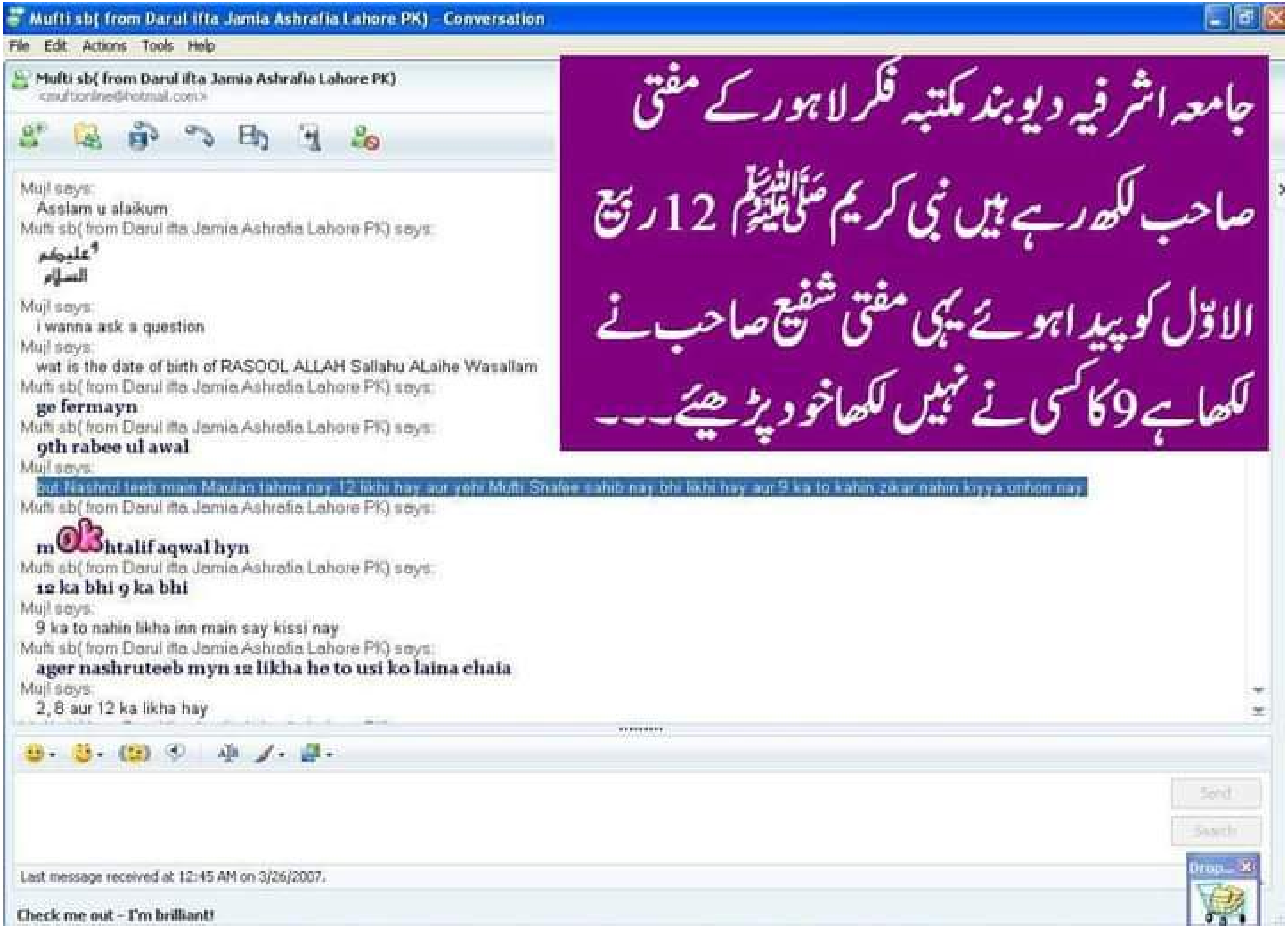
مصنفہ

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بیگم عائشہ باوانی وقف

پوسٹ بکس ۲۱۷۸ کراچی ۲ (اسلامی جمہوریہ پاکستان)



Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) - Conversation
File Edit Actions Tools Help
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK)
جامعہ اشرفیہ دیوبند مکتبہ فکر لاہور کے مفتی
صاحب لکھ رہے ہیں نبی کریم ﷺ 12 ربیع
الاوّل کو پیدا ہوئے یہی مفتی شفیع صاحب نے
لکھا ہے 9 کا کسی نے نہیں لکھا خود پڑھیئے۔۔۔
Muji says:
Asslam u alaikum
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
علیکم
السلام
Muji says:
i wanna ask a question
Muji says:
wat is the date of birth of RASOOL ALLAH Sallahu ALaihe Wasallam
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
ge fermayn
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
9th rabee ul awal
Muji says:
but Nashrul teeb main Maulan tahnvi nay 12 likhi hay aur yehi Mufti Shafee sahib nay bhi likhi hay aur 9 ka to kahin zikar nahin kiyya unhon nay
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
mukhtalif aqwal hyn
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
12 ka bhi 9 ka bhi
Muji says:
9 ka to nahin likha inn main say kissi nay
Mufti sb(from Darul ifta Jamia Ashrafia Lahore PK) says:
ager nashruteeb myn 12 likha he to usi ko laina chaia
Muji says:
2,8 aur 12 ka likha hay
Send
Search
Last message received at 12:45 AM on 3/26/2007.
Check me out – I'm brilliant!

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (دلائل النبوۃ صفحہ 74)

باب

الشهر الذي ولد فيه رسول الله ﷺ

[illegible] :
حدثنا يعقوب بن سفيان ، قال : حدثني عمار بن الحسن النسائي ، قال : حدثني سلمة[٣٠] بن الفضل ، قال :

قال محمد بن إسحاق : ولد رسول الله ﷺ ، يوم الاثنين ، عام الفيل ،[٣١] ، لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول.

دلائل النبوة

ومعرفة أحوال صاحب الشريعة

لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

(٣٨٤ - ٤٥٨) هـ

السفر الأول

---

(٣٠) في (ح) : « مسلمة ».

(٣١) الخبر في سيرة ابن هشام (١ : ١٧١)، وجاء في « جامع الترمذي » (٤ : ٥٨٩) ، و« مسند أحمد»(٤ : ٢١٥)من حديث محمد بن إسحاق عن المطلب بن عبد الله بن قيس بن مخرمة ،عن أبيه ، عن جده : « ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل ».

وقال أبو عيسى : « هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق ».

امام ابن ہشام رحمۃُ اللہ علیہ سیرت النبی ﷺ جلد اوّل صفحہ نمبر 108 پر لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ ترجمہ اردو علماء دیوبند۔ (12 میلاد کا انکار کرنے والوں کے لیئے دعوت فکر)

۱۰۸

باب ۲۱

ولادت باسعادت حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ ولادت محمد بن اسحاق مطلبی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز بارہویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ جس سال کہ اصحاب فیل نے مکّہ پر لشکر کشی کی تھی۔

ابن اسحاق یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھ سے مطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے باپ عبداللہ سے اُس نے اپنے باپ قیس بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عام فیل میں پیدا ہوئے ہیں۔ پس ہم دونوں ایک سال کی پیدائش ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور مجھ کو سند کے ساتھ حسان بن ثابت سے روایت پہنچی کہتے ہیں۔ میں سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا ایسا کہ جو کچھ میں سنتا سمجھ کو یاد رہتا تھا پس میں نے سنا کہ ایک یہودی [illegible]

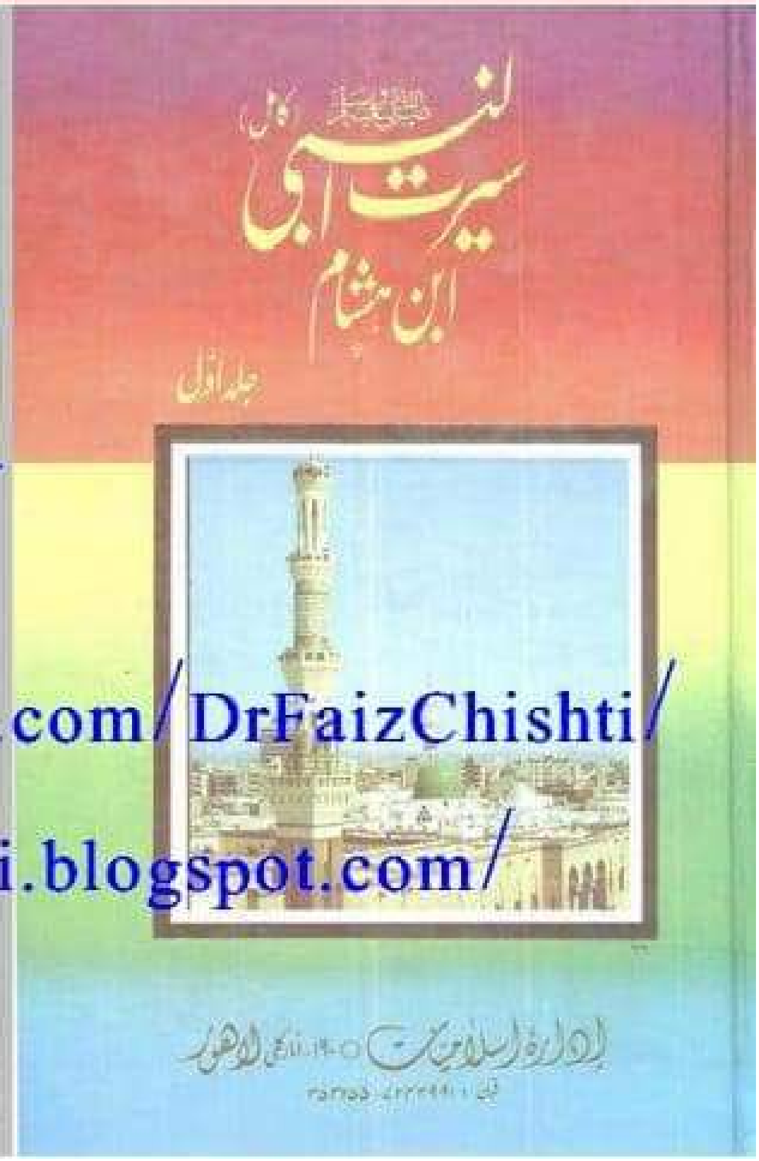
https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

یہودی اُس کے پاس جمع ہوگئے اور انھوں نے کہا خرابی ہو تجھ کو۔ کیا ہوا کیوں چیختا ہے؟ اُس نے کہا آج کی رات وہ ستارہ طلوع ہوگیا ہے جس کے طلوع کے ساتھ احمدؐ کی ولادت واقع ہونے والی تھی۔

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

[illegible] علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لاتے ہیں تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی وہ کہا ساٹھ برس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت ترپن سال تھی۔ پس اس حساب سے حسانؓ بن ثابت کی عمر آپ کی ولادت شریف کے وقت سات برس کی تھی۔

عبدالمطلب کی دُعا ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نے عبدالمطلب کے پاس خبر بھیجی کہ تمہارے ہاں پوتا ہوا ہے [illegible]



امام ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ السیرۃ النبویہ جلد اوّل صفحہ نمبر 183 پر لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ دعوت فکر

السيرة النبوية

لابن هشام

"المتوفى سنة ٢١٣ أو ٢١٨ هـ"

علق عليها، وخرج أحاديثها، وصنع فهارسها

أستاذ دكتور

عمر عبد السلام تدمري

أستاذ التاريخ الإسلامي في الجامعة اللبنانية

الجزء الأول

الناشر

دار الكتاب العربي

ولادة رسول الله صلى الله عليه وسلم[1]

ابن إسحاق يحدد الميلاد: قال: حدثنا أبو محمد عبد الملك بن هشام قال: حدثنا زياد بن عبدالله البكائي، عن محمد بن إسحاق قال: وُلد رسول الله ـ ﷺ ـ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل[2].

(١) الطبقات الكبرى ١/ ١٠٠، تاريخ الطبري ٢/ ١٥٥، أنساب الأشراف ١/ ٨٠، تاريخ دمشق (السيرة) ٥٣، تاريخ الخميس ١/ ١٩٧، عيون التواريخ ١/ ٨، المعارف ١٥٠، مروج الذهب ٢/ ٢٧٤، نهاية الأرب ١٦/ ٦٧، شرح المواهب ١/ ١٣٠، الروض الأنف ١/ ١٨٤، تاريخ الإسلام (السيرة ـ بتحقيقنا) ٢٢، تاريخ خليفة ٥٣، تهذيب الأسماء للنووي ١ ق ١/ ٢٢، المعرفة والتاريخ ٣/ ٢٥٠، المستدرك للحاكم ٢/ ٦٠٣، البداية والنهاية ٢/ ٢٦٢، السيرة لابن كثير ١/ ١٩٨، عيون الأثر ١/ ٢٦، البدء والتاريخ ٤/ ١٣١.

(٢) ذُكر أنّ مولده عليه السلام كان في ربيع الأول، وهو المعروف. وقال الزبير: كان مولده في رمضان، وهذا القول موافق لقول من قال: إنّ أمه حملت به في أيام التشريق، والله أعلم.

وذكروا أنّ الفيل جاء مكة في المحرّم، وأنه ـ ﷺ ـ وُلد بعد مجيء الفيل بخمسين يوماً، ...

فكانت لعشرين مضت منه، وولد بالغَفْر من المنازل، وهو مولد النبيّين، ولذلك قيل: خير منزلتين في الأبد بين الزبانا والأسد، لأنّ الغفر يليه من العقرب زُبَاناها، ولا ضرر في الزبانا إنما تضرّ العقرب بذنبها ويليه من الأسد أليته، وهو السماك، والأسد لا يضرّ بأليته ...

وولد بالشعب، وقيل بالدار التي عند الصّفا، وكانت بعدُ لمحمد بن يوسف أخي الحجاج، ثم بنتها زُبيدة مسجداً حين حجّت. (الروض الأنف ١/ ١٨٤)

الشیخ عثمان بن محمد الخمیس التمیمی لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (التاریخ صفحہ 43)

الفصل الثاني

بعثة الرسول ﷺ

في يوم الإثنين الثاني عشر من ربيع الأول [1] ، امتن الله تبارك وتعالى على البشرية أجمع بولادة سيد البشرية [2] وهاديها محمد بن عبد الله بن عبد المطلب الهاشمي القرشي .

ولد يتيم الأب ، وعاش بعد السادسة يتيم الأب والأم ، إذ مات أبوه وهو في بطن أمه وماتت أمه وهو في السادسة من عمره ، فكفله جده عبد المطلب ، ولكنه مات بعد سنتين فكفله عمه أبو طالب .

ولما بلغ الأربعين من عمره بعثه الله مبشراً ونذيراً ، فقام برسالته خير قيام وبلّغ ما أمره به ربه أن يبلغه ليخرج الناس من الظلمات إلى النور ، فعاداه كبراء قومه وآذوه وآذوا من تبعه من الناس ، وقد تبعه أقوام باعوا الدنيا واشتروا الآخرة وجاهدوا في [illegible] تعالى [illegible] الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله أولئك هم الصادقون ﴿٨﴾ ﴾ [الحشر : ٨] .

[illegible] الله بالهجرة إلى المدينة التي نورها الله تبارك وتعالى برسوله محمد ﷺ وهاجر معه أصحابه وتركوا الأموال والأولاد والدور وذلك في سبيل الله تبارك وتعالى .

ولما وصل إلى المدينة آواه أهلها ونصروه وعزروه وعادوا الناس كلهم لأجله صلوات الله وسلامه عليه ، وواسوا المهاجرين بأموالهم ودورهم بل وأزواجهم فكان الأنصاري

(١) هناك اختلاف في تحديد يوم مولد النبي ﷺ .

حقبة من التاريخ

أبو محمد التميمي
عثمان بن محمد الخميس

تقديم الدكتور محمد أحمد إسماعيل المقدم

تقديم الدكتور السيد محمد نوح

دار الإيمان للطبع والنشر والتوزيع

دار التميمية

رحمت عالم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے اسی پر اہل مکہ کا
عمل ہے اہل مکہ میلاد مناتے اور ولادگاہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرتے ہیں

(مواہب الدنیہ صفحہ نمبر 142 امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ) کیا کہتے ہیں میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور میلاد منانے والوں کو بدعتی کہنے والے؟ اور ثابت ہوا نجدیوں کے قبضہ سے پہلے حرم پاک میں میلاد منایا جاتا تھا)

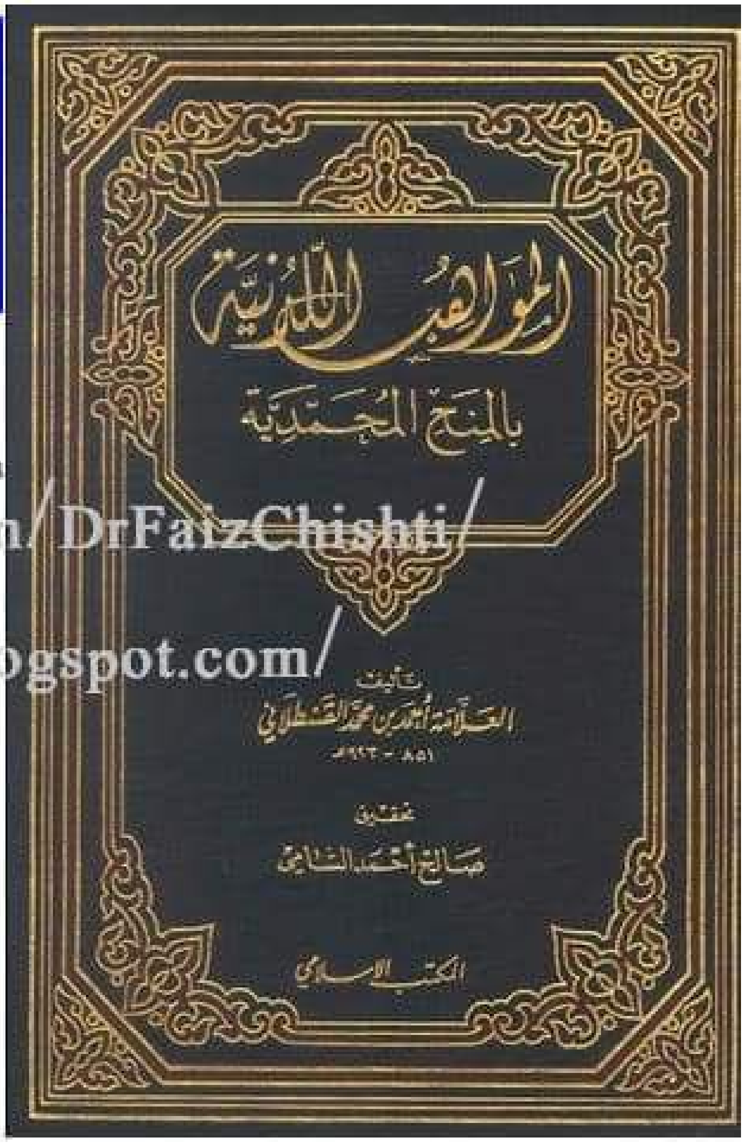
وقيل لعشر[١]، وقيل لاثنتي عشرة، وعليه[٢] عمل أهل مكة في زيارتهم موضع مولده في هذا الوقت، وقيل لسبع عشرة وقيل لثمان عشرة[٣]، وقيل لثمان بقين منه. وقيل: إن هذين القولين غير صحيحين عمن حكيا عنه بالكلية.

والمشهور: أنه ولد [يوم الإثنين[٤]] ثاني عشر شهر ربيع الأول، وهو قول ابن إسحاق وغيره.

وإنما كان في شهر ربيع على الصحيح ولم يكن في المحرم، ولا في رجب، ولا في رمضان، ولا غيرها من الأشهر ذوات الشرف، لأنه عليه السلام لا يتشرف بالزمان، وإنما الزمان يتشرف به كالأماكن، فلو
١٦/١ ولد / في شهر من الشهور المذكورة، لتوهم أنه تشرف بها، فجعل الله تعالى مولده ﷺ في غيرها ليظهر عنايته به وكرامته عليه.

وإذا كان يوم الجمعة الذي خلق فيه آدم عليه السلام خص بساعة لا يصادفها عبد مسلم يسأل الله فيها خيراً إلا أعطاه إياه، فما بالك بالساعة التي ولد فيها سيد المرسلين، ولم يجعل الله تعالى في يوم الإثنين ـ يوم مولده ﷺ ـ من التكليف بالعبادات ما جعل في يوم الجمعة ـ المخلوق فيه آدم ـ من الجمعة والخطبة وغير ذلك، إكراماً لنبيه ﷺ بالتخفيف عن أمته، بسبب عناية وجوده قال تعالى: ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾[٥]، ومن جملة ذلك: عدم التكليف.

(١) حكاه مغلطاي والدمياطي وصححه.
(٢) في (ط، د) وعليه يحمل.
(٣) ثماني عشرة: بفتح النون ويجوز كسرها، ويجوز إثبات الياء وتفتح.
(٤) في (ش، ب).
(٥) سورة الأنبياء. الآية ١٠٧.



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے اور اہل مکہ اسی دن میلاد مناتے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت گاہ کی زیارت کے لیئے جاتے ہیں۔ (سیرۃ حلبیہ جلد 1 اردو ترجمہ علماء دیوبند) (ثابت ہوا نجدیوں کے قبضہ سے پہلے حرمین مقدسہ میں میلاد النبی ﷺ منایا جاتا تھا منکر دیہ سب بدعتی، گمراہ تھے؟)

ہوئے خدا کی قسم اس نے غلطی کی (یعنی ان بعض محققین کو یقینی طور پر یہ علم حاصل ہوا کہ آپ ﷺ پیر کے دن ہی پیدا ہوئے ہیں) چنانچہ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پیر کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا۔

وقت ولادت...... (آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت کے بارے میں) زبیر ابن بکار اور حافظ ابن عساکرؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کا وقت صبح سویرے یعنی طلوع فجر کے وقت تھا۔ اس بات کا ثبوت آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا یہ قول ہے کہ میرے یہاں رات اور صبح کے ملنے کے وقت ایک لڑکا پیدا ہوا۔

تاریخ ولادت...... حضرت سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ دن کے وسط یعنی دوپہر میں پیدا ہوئے اور اس وقت ربیع الاول کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں (یعنی ربیع الاول کی بارھویں تاریخ تھی)...... اور آپ ﷺ کی پیدائش ربیع کی فصل کے زمانے میں ہوئی۔ کسی نے اپنے شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

يقول لنا لسان الحال منه
وقول الحق يعذب للسميع

زبان حال ہمیں بتا رہی ہے
اور سچی بات سننے والوں کو میٹھی لگتی ہے

فوجهي و الزمان و شهر وضعي
ربيع في ربيع في ربيع

میرا چہرہ اور میری پیدائش کا زمانہ اور میری پیدائش کا مہینہ چودھویں کے چاند کی طرح ہے فصل ربیع ہے میں ہے اور ربیع الاول ہے

علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ اس پر (یعنی ربیع الاول کی بارھویں تاریخ پر) علماء کا اتفاق ہے اور اسی پر عمل ہے یعنی شہروں میں اور خاص طور پر مکے والوں کے آپ کی جائے پیدائش کی زیارت کے سلسلے میں اتفاق ہے یہی روایت ہے کہ (آپ کی پیدائش) ربیع الاول کی دس تاریخ کو ہے اور اس کو درست قرار دیا گیا ہے۔ الخ

اس کو درست قرار دینے والے علامہ حافظ دمیاطیؒ ہیں۔

(اس دوسری روایت کو صحیح قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ) پہلی روایت (یعنی بارھویں تاریخ) میں ابن وحیہ نے اشکال کیا ہے کہ اس روایت کو ابن اسحاق نے بغیر سند (یعنی سلسلہ روایت کے) منقطع انداز میں ذکر کیا ہے (یعنی اس کے راویوں کا سلسلہ اور ان کے نام وغیرہ ذکر نہیں کئے اور یہ طریقہ درست نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ابن اسحاق نے اس روایت کا سلسلہ (یعنی روایت کرنے والوں کے نام) ذکر بھی کیا ہو تو ان کی روایت کو

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

نہیں سمجھا ہے) چنانچہ ابن مدینیؒ اور ابن معینؒ دونوں نے کہا ہے کہ ابن اسحاق کی روایت کی ہوئی حدیثیں حجت اور دلیل نہیں ......

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

سیرۃ النبی ﷺ کی نہایت مفصل و مستند تصنیف
علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی ..... تصنیف کا اردو ترجمہ

انسان العیون

سیرۃ حلبیہ اردو

مع اضافات

1
جلد اول
نصف اول

مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی (فاضل دیوبند)

زیر سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے ابن الجزار نے اس پر اجماع بیان کیا ہے۔ (الاشارہ الٰی سیرۃِ المصطفیٰ صفحہ 56)

في الدار التي كانت لمحمد بن يوسف أخي الحجاج، ويقال: بالشِّعْب، ويقال: بالرَّدْم، ويقال: بِعُسْفان[٢].

يوم الإثنين لليلتين خلتا من ربيع الأول.

وفي تلك الليلة انشق إيوان كسرى، وسقطت منه أربعَ عَشْرَةَ شُرفة، وخَمَدَتْ نار فارس ولم تُخمد قبل ذلك بألف عام، وغاضت بحيرة ساوة[٣].

> وقيل: لثمان، وقيل: لعشر، وقيل: لاثنتي عشرة؛ وحكى فيه ابنُ الجزار الإجماع، وفيه نظر[٤].

---

(١) انظر في أسماء مكة وشرحها: أخبار مكة للأزرقي، والأحكام السلطانية للماوردي، والروض الأنف للسهيلي، وتهذيب الأسماء واللغات للنووي، وشفاء الغرام للفاسي، والعقد الثمين له، وسبل الهدى والرشاد للصالحي، وهذا أوعبها. رحمهم الله جميعاً.

(٢) [illegible] الورى ١/ ٤٨ ـ ٤٩.

واستغرب الفاسي في العقد القولين الأخيرين وقال: مولد النبي ﷺ بسوق الليل. وهو مشهور.

(٣) [illegible] الأكناف جداً، تركب فيها السفن ويسار إلى ما حولها من البلاد والمدن، فأصبحت ليلة المولد ناشفة كأن لم يكن فيها شيء من الماء. وانظر الخبر كاملاً في الطبري ٢/ ١٦٦، ودلائل أبي نعيم ١/ ١٣٨ ـ ١٤١ (٨٢)، والبيهقي ١/ ١٢٦ ـ ١٢٩، كلهم من كلام مخزوم بن هانيء، عن أبيه. قال ابن الأثير في الأسد ٥/ ٣٨٢: وليس فيه ما يدل على صحبته والله أعلم. ونقله عنه الحافظ في الإصابة.

(٤) هذا الأخير هو قول ابن إسحاق ١/ ١٥٨. وانظر الأقوال الأخرى وما سوف يأتي.

الإشارة إلى سيرة المصطفى

وتاريخ من بعده من الخلفا

تصنيف

الحافظ مُغلطاي بن قليج

[illegible] كثير من الكتب المبسوطة في هذا المعنى»

قاضي مكة ومؤرخها تقي الدين الفاسي

«صاحب العقد الثمين»

حقق نصوصها وخرّجها وعلّق عليها

محمد نظام الدين الفتيح

الدار الشامية
بيروت

دار القلم
دمشق

نبی کریم رؤف الرّحیم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے امام
ابن ہشام رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ سیرت ابن ہشام صفحہ نمبر 76 دار ابن حزم)

آمنة بنت وهب تحمل برسول الله ﷺ:

فزعموا أنه دخل عليها حين أملكها مكانه فوقع عليها، فحملت برسول الله ﷺ، ثم خرج من عندها، فأتى المرأة التي عرضت عليه ما عرضت، فقال لها: ما لك لا تعرضين علي اليوم ما كنت عرضت علي [illegible] أخيها ورقة بن نوفل - وكان قد تنصر واتبع الكتب - أنه كائن في هذه الأمة نبي.

قال ابن إسحاق: وحدثني أبي إسحاق بن يسار أنه حُدِّث: أن عبد الله إنما دخل على امرأة كانت له مع آمنة بنت وهب، وقد عمل في طين له، وبه آثار من الطين، فدعاها إلى نفسه، فأبطأت عليه لما رأت [illegible] مر بامرأته تلك، فقال لها: هل لك؟ قالت: لا، مررت بي وبين عينيك غرة بيضاء، فدعوتك فأبيت علي، ودخلت على آمنة فذهبت بها.

قال ابن إسحاق: فزعموا أن امرأته تلك كانت تحدث أنه مر بها وبين عينيه غرة مثل غرة الفرس، قالت: فدعوته رجاء أن تكون تلك بي، فأبى علي، ودخل على آمنة، فأصابها، فحملت برسول الله ﷺ.

فكان رسول الله ﷺ أوسط قومه نسباً، وأعظمهم شرفاً، من قبل أبيه وأمه ﷺ.

رؤيا آمنة:

ويزعمون - فيما يتحدث الناس، والله أعلم - أن آمنة ابنة وهب أم رسول الله ﷺ كانت تحدث أنها أُتيت - حين حملت برسول الله ﷺ - فقيل لها: إنك قد حملت بسيد هذه الأمة، فإذا وقع إلى الأرض فقولي: أعيذه بالواحد، من شر كل حاسد، ثم سميه محمداً. ورأت - حين حملت به - أنه خرج منها نور رأت به قصور بصرى من أرض الشام.

وفاة عبد الله أبي النبي ﷺ:

ثم لم يلبث عبد الله بن عبد المطلب أبو رسول الله ﷺ أن هلك، وأم رسول الله ﷺ حامل به.

ولادة رسول الله ﷺ

زمان ولادة النبي ﷺ:

قال: حدثنا أبو محمد عبد الملك بن هشام، قال: حدثنا زياد بن عبد الله البكائي، عن محمد بن إسحاق المطلبي، قال: ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل.

قال ابن إسحاق: وحدثني المطلب بن عبد الله بن قيس بن مخرمة، عن أبيه، عن جده قيس بن مخرمة، قال: ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل، فنحن لدتان.

قال ابن إسحاق: وحدثني صالح بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف، عن يحيى بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أسعد بن زرارة الأنصاري، قال: حدثني من شئت من رجال قومي، عن حسان بن ثابت،



رحمت عالم نور مجسّم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری)

ان أمه أوقفته على بقايا روث فيل أبرهة وقد تغير لونها ، وكان يعقل حيث ولد قبل الفيل بسنوات يسيرة[٢] .

إن القرائن التأريخية المحتفّة بالروايات التي تفيد مولد النبي ﷺ عام الفيل قوية ، ويرى ابن القيم ويتابعه القسطلاني أن مولد النبي كان في عام الفيل بعد حادثة الفيل ، لأن قصة الفيل توطئة وإرهاص لظهوره ، حيث دفع الله نصارى الحبشة عن الكعبة دون حول من العرب المشركين تعظيماً لبيته[٣] .

وقد اختلف المؤرخون في تاريخ يوم مولده وشهره فذهب ابن إسحاق إلى أنه ولد لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول[٤] . وذهب الواقدي إلى أنه ولد لعشر ليال من شهر ربيع الأول[٥] وذهب أبو معشر السندي إلى أنه ولد لليلتين خلتا من شهر ربيع الأول[٦] . وابن إسحق أوثق الثلاثة .

لقد رويت قصص وأخبار حول صفة حمل امنة به ، وأنها لم تر أخف ولا أيسر منه ، وأنها كانت تلبس التعاويذ من حديد فيتقطع ، وأنها رأت في منامها

(١) سيرة ابن هشام ١/٥٧ وخليفة : التاريخ ٥٣ بسند حسن .

(٢) الترمذي : سنن ٥/٥٨٩ وقال : « هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق » والحاكم : المستدرك ٢/٦٠٣ و ٣/٤٥٦ وقال : « هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه » ووافقه الذهبي ، مع أن في اسناده المطلب بن عبد الله «مقبول» فقط .

(٣) زاد المعاد ١/٧٦ وشرح المواهب اللدنية ١/١٣٠ .

(٤) ابن هشام : السيرة ١/١٧١ دون اسناد .

(٥) ابن سعد : الطبقات ١/١٠٠ - ١٠١ بإسناده إلى أبي جعفر محمد بن علي الباقر ، والواقدي عالم بالمغازي متروك في رواية الحديث .

(٦) ابن سعد : الطبقات ١/١٠١ وراجع حول الاختلاف شرح المواهب اللدنية ١/١٣٠ - ١٣١ وأبو معشر بصير في المغازي ضعيف في الحديث . -فيما يقول النقدة- .

السِّيرَةُ النَّبَوِيَّةُ الصَّحِيحَةُ

مُحَاوَلَةٌ لِتَطْبِيقِ قَوَاعِدِ المُحَدِّثِينَ فِي نَقْدِ رِوَايَاتِ السِّيرَةِ النَّبَوِيَّةِ

تأليف

الدكتور أكرم ضياء العمري

الجزء الأول

نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔
امام ابن ناصر الدین دمشقی جامع الآثار صفحہ نمبر 498)

وجاء عن مجالدٍ، عن الشعبيِّ.

وصحّحه الدمياطي فقال فيما أنبأونا عنه: والصحيح قولُ أبي جعفر.

وقيل: لِثنتي عشرة خلتْ منه. وهو المشهور عند الجمهور.

ولم يذكر ابن إسحاق غيره[١].

وقاله ابن عبّاسٍ وغيرُه.

وذكره أبو محمد بن حزم[٢].

وحكى ابن الجزّار الإجماعَ عليه. وفيه نظر، قاله مغلطاي فيما أنبأونا عنه[٣].

وروى أبو بكر بن أبي شيبة، عن عفّان[٤]، عن سعيد بن ميناء، عن جابر وابن عبّاسٍ رضي الله عنهما قالا: وُلِد رسول الله ﷺ عام الفيل[٥] يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الأول[٦]، وفيه بُعث، وفيه عُرج به السماء،

(١) راجع «السيرة النبوية» ١/ ١٥٨ لابن هشام.

(٢) «جوامع السيرة النبوية» (ص١١-١٢) لابن حزم.

(٣) وكذلك حكى ابن الجوزي الأتفاق على أن المولد في شهر ربيع الأول. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٥: [illegible] الآخر، وقيل: في رجب ولا يصح، وقيل: في شهر رمضان، وروي [illegible] ابن عمر بإسناد لا يصح، وهو موافق لمن قال: إن أمه حملت به في أيام التشريق، وأغرب من قال: ولد في عاشوراء. اهـ

(٤) [illegible]

(٥) وهذا قول الجمهور: أن الولادة كانت عام الفيل، ومن العلماء من حكى الأتفاق عليه، وقال: كل قول يخالفه وهم. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٤: والمشهور أنه ولد بعد عام الفيل بخمسين يومًا وإليه ذهب السهيلي في جماعة.. قال: والمشهور أنه بعد عام الفيل؛ لأن قصة الفيل كانت توطئة لنبوته وتقدمة



امام عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

● قال ابن إسحق : ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين عام الفيل ، لاثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول .

● وقد روى عن الزهرى أنه قال : ولد بعد الفيل بعشر سنين ، ولا يصح .

[illegible] الأربع [illegible] من ربيع الأول ، يوم العشر من نيسان .

● وقال حسان بن ثابت : إني لغلام يفعة ، ابن سبع سنين [illegible] يهود .

فلما اجتمعوا قالوا : مالك ويلك ؟ !

قال : قد طلع نجم أحمد ، الذى يولد به هذه الليلة .

قال : فأدركه اليهودى ، فلم يؤمن !

● عن حسان أيضاً قال : إنى لعلى فارع وهو أطم[1] ، فى السحر ، إذ سمعت صوتاً لم أسمع قط صوتاً أنفذ منه .

فإذا يهودى على أطم من آطام المدينة معه شعلة من نار .

فاجتمع الناس إليه فقالوا : مالك ويلك !

فقال : هذا كوكب أحمد قد طلع ، هذا كوكب لا يطلع إلا بالنبوة ، ولم يبق من الأنبياء إلا أحمد .

الوفا بأحوال المصطفى

للإمام أبي الفرج عبد الرحمن بن الجوزي

٥١٠ - ٥٩٧ هـ

صححه ونسقه وعلق عليه

محمد زهري النجار

من علماء الأزهر الشريف

الجزء الأول

میلاد مصطفیٰ ﷺ پر شیطان رویا تھا اور نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ الروض الانف صفحہ 278)

ولادة رسول الله ﷺ

قال حدثنا أبو محمد عبد الملك بن هشام قال: حدثنا زياد بن عبد الله البكائي عن محمد بن إسحق قال: وُلِد رسول الله ـ ﷺ ـ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلتْ من شهر ربيع الأوّل، عام الفيل[1].

قال ابن إسحق: وحدّثني المطَّلب بن عبد الله بن قيس بن مَخْرَمَة عن أبيه عن جَدِّه قيس بن مَخْرَمَة. قال:

ولدتُ أنا ورسولُ الله ـ ﷺ ـ عامَ الفيل: فنحن لِدَتانِ[2].

قال ابن إسحق: وحدّثني صالح بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عَوْف، عن يحيىٰ بن عبد الله بن عبد الرحمن بن سَعْد بن زُرارة الأنصاري. قال: حدّثني مَن

فصل في المولد

في تفسير بَقِيّ بن مَخْلَد أن إبليس ـ لعنه الله ـ رَنَّ أربع رَنّات[3]: رَنّة حين لُعِن، ورَنّة حين أُهْبِط، ورَنّة حين وُلِد رسول الله ـ ﷺ ـ ورَنّة حين أُنزلت فاتحةُ الكتاب. قال: والرَّنينُ والنَّخارُ[4] من عمل الشيطان. قال: ويُكره أن يقال: أُمّ الكتاب، ولكن: فاتحةُ الكتاب[5].

ورُوِيَ عن عثمان بن أبي العاص عن أمه أم عثمان الثقفيّة، واسمُها: فاطمة بنت عبد الله،

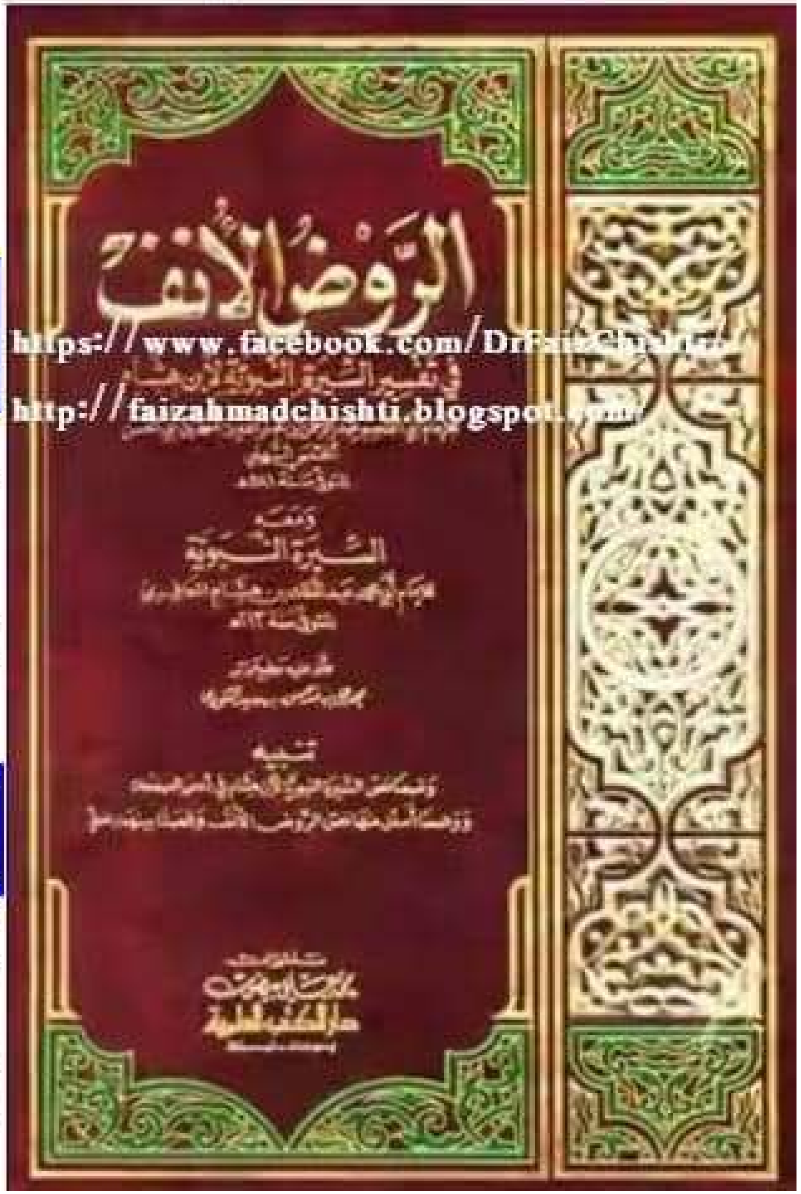
---

(١) إسناده ضعيف ـ لضعف البكائي ـ تقدمت ترجمته غير مرة. وانظر في تاريخ الولادة طبقات ابن سعد (١/ ١٠٠ ـ ١٠١) والبداية (٢/ ٢٤٢) والمنتظم (٢/ ٢٤٥) والدلائل لأبي نعيم (١١٠).

(٢) أخرجه أحمد والبيهقي. (٣) الرنة: الصيحة.

(٤) النخار: صوت يخرج من الخياشيم.

(٥) انظر للمصنّف: «اللباب في تفسير فاتحة الكتاب».



امام ابن سیّد الناس رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ

12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ عیون الاثر جلد 1 صفحہ 79

السيرة النبوية

عيون الأثر

في فنون المغازي والشمائل والسير



تأليف

الحافظ أبي الفتح محمد بن محمد بن محمد بن سيد الناس اليعمري

المتوفى سنة ٧٣٤ هـ

الجزء الأول

[illegible]

د. محمد العيد الخطراوي — محيي الدين مستو

مكتبة دار التراث — المدينة المنورة

دار ابن كثير — دمشق - بيروت

والذي رجّحه الواقدي – وقال: هو أثبت الأقاويل عندنا في موت عبد الله وسببه[1] – أنه كان خرج إلى غزة في عير من عيرات قريش يحملون تجارات، ففرغوا من تجاراتهم وانصرفوا فمروا بالمدينة وعبدُ الله بن عبد المطلب يومئذ مريض، فقال: أنا أتخلف عند أخوالي بني عدي بن النجار، فأقام عندهم مريضاً شهراً، ومضى أصحابه فقدموا مكة فسألهم عبدُ المطلب عن عبد الله، فقالوا: خلّفناه عند أخواله بني عدي بن النجار وهو مريض، فبعث إليه عبد المطلب أكبرَ ولده الحارث فوجده قد توفي ودُفن في دار النابغة[2]. قيل: كان بينه وبين ابنه عليه الصلاة والسلام ثمانية وعشرون عاماً. وقد تقدم في تزوج عبد الله آمنة ما حُكي عن السلف في ذلك.

ذكر مولد رسول الله ﷺ

وولد سيدنا ونبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول عام الفيل. قيل: بعد الفيل بخمسين يوماً. وقال الزبير: حملت به أمه ﷺ في أيام التشريق في شعب أبي طالب عند الجمرة الوسطى. وولد ﷺ في الدار التي تُدعى لمحمد بن يوسف أخي الحجاج: يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر رمضان. وقيل: بل يوم الاثنين في ربيع الأول لليلتين خلتا منه. قال أبو عمر: وقد قيل: لثمان خلون منه. وقيل: إنه أول اثنين من ربيع الأول. وقيل: لاثنتي عشرة ليلة خلت منه عام الفيل. وقيل: إنه ولد في شعب بني هاشم. ورُوي عن ابن عباس قال: وُلد رسول الله ﷺ يوم الفيل. أخبرناه أبو الفضل أحمد[3] بن إسحاق فيما قرأت عليه، قلت: قال [illegible]

(1) في الأصل والمطبوع «وسنه»، وأثبتنا ما في «ب» و «ج».

(2) الطبقات الكبرى 1/99، والنابغة: اسم رجل من بني عدي بن النجار [illegible]

متواضعاً، حدّث عن أحمد بن عبد الدائم وغيره، توفي سنة ٧٠١ هـ. العبر ٥/٤.

(4) الفتح بن عبد الله: بن محمد بن علي بن هبة الله، أبو الفرج البغدادي ابن عبد السلام، مُسْنِد العراق، حدث عنه الشهاب الأَبَرْقُوهي، قال المنذري: كان شيخاً حسناً، كاتباً أديباً، وقال ابن الحاجب:

رحمت عالم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے

(السیرۃ النبویہ بین الآثار المرویہ والآیات القرآنیہ صفحہ 149)

كلية الآداب
قسم اللغة العربية وآدابها

السيرة النبوية

بين الآثار المروية والآيات القرآنية

دراسة نصية مقارنة

للحصول على درجة الدكتوراه

مقدمة من الطالب
محمد مصطفى عبد السلام

تحت إشراف
الأستاذ الدكتور عفت الشرقاوي

١٤٣١هـ / ٢٠١٠م

المبحث الثاني

مولـــــــده ﷺ

وقد ولد ﷺ عام الفيل حيث حاول أبرهة الحبشي أن يهدم الكعبة عندما بنى كنيسة باليمن ليحجها العرب بدلاً منها، وكان ذلك عام ٥٧٠م أو ٥٧١م[1]، وقد ولد ﷺ يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول، أو التاسع على رأي بعض الدراسات الحديثة[2]، وهذا أمر مجمع عليه[3] إذ حادثة الفيل مذكورة في القرآن الكريم بقوله تعالى: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ ...

لا تكاد الروايات التاريخية تخرج عن الوصف القرآني إلا في تحديد جزئيات يسيرة ... من الصحابة ... تلك الفترة ... الناس ... الفيل ... يستطعمان الناس بمكة[4].

1- جواد علي: المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام (٤٤٣/٩).

2- الباحث محمود باشا الفلكي فيما ذكره الخضري في محاضرات في تاريخ الأمم الإسلامية (٦٢/ ١)، كتاب محمود باشا: "نتائج الأفهام في تقويم العرب قبل الإسلام" (٢٨-٣٥)، ط بيروت.

3- تاريخ خليفة وكل كتب السيرة تذكر مولده عند حادث الفيل؟!

4- ابن هشام "السيرة" (٧٥/ ١)، خليفة، "التاريخ" بسند حسن.

الشیخ ڈاکٹر سلیمان صاحب لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (السیرۃ النبویہ فی الصحیحین وعند ابن اسحاق)

مولد النبي ﷺ ونشأته:

لا يكاد المطّلع في الصحيحين يجد شيئا عن السنة التي ولد فيها النبي ﷺ والذي تجده تحديد اليوم الذي ولد فيه بيوم «الإثنين»:

ففي صحيح مسلم أن رسول الله ﷺ سئل عن صوم يوم الإثنين؟ فقال: «ذاك يوم ولدت فيه ...» الحديث[1]. ويوافقه في ذلك ابن إسحق ويزيد: «لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل[2]».

كما تتفق رواية الصحيح مع ابن إسحق في كون ولادته ﷺ بعد وفاة والده «عبد الله»، حيث كان حملا في بطن أمه حين توفي أبوه[3].

---

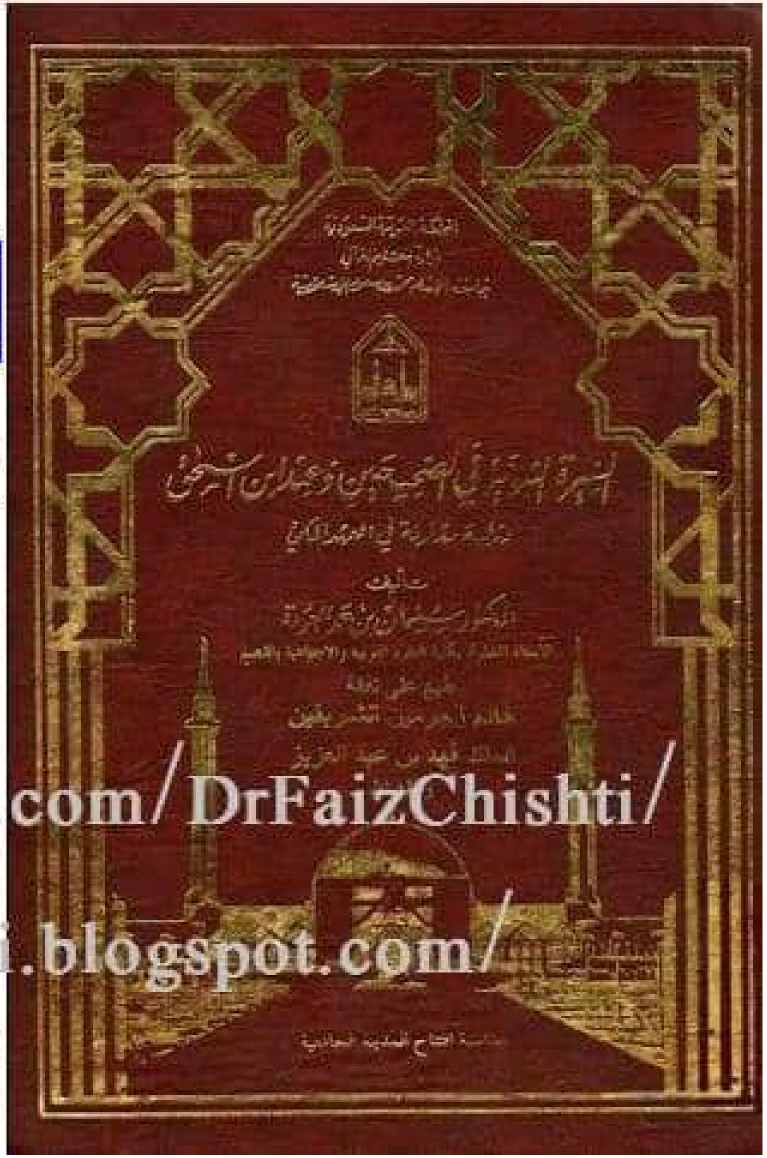
(١) ٢/٨١٩، ٨٢٠: كتاب الصيام: باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة وعاشوراء والإثنين والخميس.

(٢) انظر: السيرة لابن هشام ١/١٧١، وقد ذكره ابن إسحق دون إسناد.

(٣) مسلم ٣/١٣٩٢: كتاب الجهاد والسير: باب رد المهاجرين إلى الأنصار منائحهم من الشجر والثمر. (السيرة لابن هشام ١/١٧١، ١٩٦) ومسألة موت أبي النبي ﷺ مما اختلف أصحاب السير في [illegible] والده، وأنه حامل [illegible] ابن كثير (السيرة النبوية لابن كثير ١/٢٠٦) وهو الذي يفهم من حديث ابن شهاب الزهري (المغازي ص: ٣٩).

أما ابن حزم فيرى أن موته قبل أن يكمل النبي ﷺ ثلاث سنين (جوامع السيرة ص٥)، ونقل الذهبي [illegible] وله [illegible] ﷺ [illegible] وعشرون شهرا، وقيل: أقل من ذلك، وقيل: وهو حمل (سير النبوة ص٢٢) ثم روى عن «القرطبي»: كونه حملا على الصحيح.

أما السهيلي فيقول: «ذكر أن أباه مات وهو حمل، وأكثر العلماء على أنه كان في المهد» (الروض الأنف ٢/١٦٠).



الشیخ محمد العویانی السیرۃ النبویہ کے صفحہ نمبر 24 پر لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ

پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (جمہور امت کا اسی پر عمل ہے)

السيرة النبوية

كما جاءت في الأحاديث الصحيحة

(قراءة جديدة)

محمد الصوياني

الجزء الأول

أصحاب الفيل.. وعادت قريش لتجد البيت آمناً.. تحميه الملائكة.. وأسراب الطيور..

(ولدت آمنة هذا اليتيم بعدما توفي أبوه)[2] لكن كم كان بين وفاة والده ومولده؟ ليس هناك ما يعول عليه[3].. وكانت ولادته.. (يوم الاثنين)[4] أحد أيام (شهر ربيع الأول)[5] من عام الفيل.. وذلك قبل الهجرة بـ (٥٣) عاماً.

[illegible] (١) [illegible] أخبرنا يونس بن أبي إسحاق عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال: (ولد رسول الله ﷺ يوم الفيل)، ورجال هذا الإسناد ثقات، ويونس بن أبي إسحاق السبيعي حديثه حسن انظر الكاشف (٣٠٣/٢) وحجاج كذلك [illegible]

(٢) رواه مسلم (١٣٩٢/٣) وهذا الجزء من الحديث مرسل لكن له شواهد تقويه.

(٣) الأحاديث التي وصلت في ذلك ضعيفة الإسناد متضاربة فأعرضت عنها.

(٤) حديث صحيح. رواه مسلم (٨١٩/٢) بلفظ: قال أعرابي: يا رسول الله ما تقول في صوم الاثنين، فقال ﷺ: «ذاك يوم ولدت فيه»..

(٥) كونه ولد في شهر ربيع الأول هو الصحيح، فقد ورد في ذلك حديثان يقوي بعضهما بعضاً، الأول: عند ابن أبي شيبة وفيه انقطاع (سيرة ابن كثير ١٩٩/١) والآخر: رواه مالك وعقيل ويونس وهو مرسل محمد بن جبير بن مطعم (سيرة ابن كثير ١٩٩/١) لكن تحديد أي يوم هل هو الثامن أو الثاني عشر من ربيع، فلم أعثر على خبر صحيح يحدده، لكن ابن كثير يقول: إن جمهور العلماء يرجحون يوم (١٢) لكن ترجيحهم يبقى دون سند صحيح.

امام یحیٰ بن ابی بکر شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل صفحہ 61)

بهجة المحافل وبغية الأماثل

في تلخيص

السير والمعجزات والشمائل

تأليف

الإمام العلامة المحدث

يحيى بن أبي بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي اليماني الشافعي

رحمه الله تعالى

(٨١٦-٨٩٣هـ)

عُني به

أبو حمزة أنور بن أبي بكر الشيخي الداغستاني

الباب الثاني

في تاريخ مولده إلى نبوته صلى الله عليه وآله وسلم وما جرى في تضاعيف ذلك من الحوادث

وفي أكثره خلاف وتنازع ، وتقديم وتأخير ، وأصح ما قيل : إنه صلى الله عليه وسلم ولد عام الفيل بعد هلاكهم بخمسين يوماً ، وقيل : بعده بثلاثين يوماً ، وقيل : بأربعين ، وكان الفيل في المحرم سنة اثنين وثمانين وثمان مئة من عهد ذي القرنين في زمان ملك كسرى أنوشروان ، ومات أنوشروان بعد مولده صلى الله عليه وسلم بثمان سنين .

واتفقوا على أنه صلى الله عليه وآله وسلم ولد يوم الاثنين ، قال الأكثرون : في شهر ربيع الأول ، قيل : لليلتين خلتا منه ، وقيل : لثمان ، وقيل : لعشر ، وقيل : لاثنتي عشرة ، وهو أشهرها ، وقيل : أول إثنين منه من غير تعيين ، وقيل : ولد في رمضان لثنتي عشرة خلت منه ، والله أعلم .

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

... الوسطى ، ووضع صلى الله عليه وآله وسلم مستقبل القبلة ، واضعاً يديه على الأرض ، رافعاً رأسه إلى السماء ، مختوناً مسروراً ، ليس عليه من أقذار الولادة شيء .

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

... النبي صلى الله عليه وآله وسلم على يدي واستهل . . سمعت قائلاً يقول : رحمك الله ، وأضاء لي ما بين المشرق والمغرب حتى نظرت إلى قصور الروم .

ولميلاده صلى الله عليه وآله وسلم خمدت نار فارس ، وكان وقودها مستمراً من عهد عيسى عليه السلام .

واضطرب إيوان كسرى ليلة مولده ، وسقطت منه أربع عشرة شرفة ، وكان في ذلك إشارة إلى عدد من ملك منهم بعد ذلك إلى أن نسخ ملكهم في خلافة عمر رضي الله عنه ، وغاضت بُحَيْرة ساوة ، وتنكست الأصنام في آفاق الأرض ، وسقط عرش إبليس ، ورمي الشياطين بالشهب ، وروي عنهم وعن كهنتهم في ذلك أنواع العجب .

الشیخ محمد بن عبد اللہ العوشن لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (السیرۃ النبویہ صفحہ 7)

عساكر عن أبي جعفر الباقر ، ورواه مجالد عن الشعبي. وقيل : لثنتي عشرة خلت منه نصّ عليه ابن إسحاق ، ورواه أبي شيبة في مصنفه عن عفان عن سعيد بن مينا عن جابر وابن عباس أنهما قالا : «ولد رسول الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الأول وفيه بُعث وفيه عُرج به إلى السماء وفيه هاجر وفيه مات» وهذا هو المشهور عند الجمهور والله أعلم . وقيل: لسبعة عشر خلت منه ، كما نقله ابن دحية عن بعض الشيعة. وقيل : لثمان بقين منه نقله ابن دحية من خط الوزير أبي رافع بن الحافظ أبي محمد بن حزم عن أبيه والصحيح عن ابن حزم الأول أنه لثمان مضين منه كما نقله الحميدي ، وهو أثبت[13]».

وحديث جابر وابن عباس في تحديده بالثاني عشر لو صحّ لكان فيصلاً في النزاع لكنه ضعيف . قال ابن كثير : «فيه انقطاع»[14] . وبما أنه لم يثبت تحديد تاريخ المولد فلا بأس من الاستئناس بأقوال أهل الفلك ، فقد ذهب غير واحد منهم إلى تحديده باليوم التاسع أو ليلة التاسع من ربيع الأول.

مثل : الأستاذ محمود باشا الفلكي (ت ١٣٠٢ هـ)[15] كما في هامش (الكامل في التاريخ)[16] لابن الأثير . والأستاذ محمد سليمان المنصور فوري.

---

(١٣) البداية والنهاية (٢/٢٦٠).
(١٤) البداية (٣/١٠٩).
(١٥) له ترجمة في (الأعلام) (٧/١٦٤) وذكر من آثاره : "نتائج الإفهام في تقويم العرب قبل الإسلام" وفي تحقيق مولد النبي وعمره عليه الصلاة والسلام "وأشار إلى أنه طبع.(وقد ألفه بالفرنسية ثم ترجمه إلى العربية ، وقدم العلامة علي الطنطاوي ﷺ لإحدى طبعاته وأيد المؤلف في تحديد المولد في اليوم التاسع. (مقدمات الطنطاوي ، ص ٨٣).
(١٦) ١/٢٧٠ .



امام شیبانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن روزہ کے متلق آپ ﷺ سے جب سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا۔ (میلاد منانا سنت مصطفیٰ ہے)

﴿ مَوْلِدُ « النَّبِيِّ » ﷺ وَرَضَاعَةُ فِي « بَنِي سَعْدٍ » ﴾

قَالَ عُلَمَاءُ السِّيَرِ : « وُلِدَ (١) نَبِيُّنَا « مُحَمَّدٌ » — ﷺ — فِي رَبِيعِ الأَوَّلِ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ (٢) بِلَا خِلَافٍ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْهُ عَلَى الأَشْهَرِ (٣) . وأَرْضَعَتْهُ (٤) « حَلِيمَةُ السَّعْدِيَّةُ » ، وَفَصَلَتْهُ لِحَوْلَيْنِ

(١) انظر خبر ولادة رسول الله ﷺ في : « سيرة ابن هشام : ١٥٨/١ » ، و« الروض الأنف : ١٤٣/٢ و ١٥٨ الحاشية (١) — » و « إنسان العيون : ٨٦/١ » ، و « تاريخ الإسلام وطبقات المشاهير الأعلام — للذهبي — : ٥/٢ » ، و « عيون الأثر : ٣٤/١ و ٣٥ » . و « إمتاع الأسماع : ٣/١ » و « نهاية الأرب : ٦٧/١٦ » ، وانظر أيضاً في « سبل الهدى والرشاد : ٤٠١/١ » : تاريخ مولده ﷺ ومكانه ، و « طبقات ابن سعد : ٦٢/١/١ » . و « تاريخ الخميس : ١٩٥/١ — ١٩٧ » ، و « تاريخ الطبري : ١٥٥/٢ » . و « أنساب الأشراف : ٩٢/١ الفقرة (١٥٨) » .

(٢) قال قتادة الأنصاري : سأل أعرابي رسول الله ﷺ ، فقال : « ما يقول في صوم يوم الإثنين ؟ » قال : « ذاك يوم وُلِدْتُ فيه ، وفيه أُوحِيَ إليّ » . — أخرجه « مسلم » — .

(٣) انظر : « تاريخ الخميس : ١٩٧/١ » و « التقويم العربي قبل الإسلام وتاريخ ميلاد الرسول وهجرته ﷺ : ٣٦ — ٣٩ » ، وذكر فيه المرحوم « محمود باشا الفلكي » : أن ولادة الرسول كانت في صبيحة يوم الإثنين التاسع من شهر ربيع الأول الموافق ٢٠ إبريل (نيسان) عام الفيل سنة ٥٧١ م . وانظر أيضاً : « سيرة ابن هشام : ١٥٨/١ — الحاشية : (٤) » ، و « إنسان العيون : ٩٤/١ » .

(٤) انظر رضاعه ﷺ — من « ثويبة » و« حليمة السعدية » في : « سيرة ابن هشام : ١٦٠/١ » [illegible] « الروض الأنف : ١٤٤/٢ — ١٤٥ » [illegible] ١٩٣/٢ » ، و « تاريخ الإسلام — للذهبي — [illegible] في : « سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد : ٤٥٧/١ — ٤٦١ و ٤٧٠ — ٤٧٧ » ، [illegible] طبقات ابن سعد : ٦٧/١/١ — ٧٠ » . « إمتاع الأسماع [illegible] » و « تاريخ الطبري : [illegible]

حدائق الأنوار

ومطالع الأسرار

في سيرة النبي المختار ﷺ وعلى آله المصطفين الأخيار

تأليف

وجيه الدين عبد الرحمن بن علي بن محمد

المشهور بابن الديبع الشيباني الشافعي

تحقيق

عبد الله إبراهيم الأنصاري

شیخ وحید بن بالی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے اور وقت ولادت نور ظاہر ہوا۔ (الخلاصۃ البھیۃ فی سیرت النبویہ)

مِنَ المَوْلِدِ إِلَى المَبْعَثِ

١- نَبِيُّنَا ﷺ أَبُو القَاسِمِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ اللَّهِ بن عَبدِ المُطَّلِبِ بن هَاشِمِ بنِ عَبْدِ مَنَافِ بنِ قُصَيِّ بنِ كِلابِ بنِ مُرَّةَ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بنِ غَالِبِ بنِ فِهْرِ بنِ مَالِكِ بنِ النَّضْرِ بنِ كِنَانَةَ بنِ خُزَيمَةَ بنِ مُدْرِكَةَ بنِ إِلْيَاسَ بنِ مُضَرَ بنِ نِزَارِ بنِ مَعَدِّ بنِ عَدْنَانَ.

٢- وُلِدَ ﷺ بِمَكَّةَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ لاثْنَتَي عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهرِ رَبِيعِ الأَوَّلِ مِنْ عَامِ الفِيلِ.

٣- يَقُولُ ﷺ: «أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ، وَبُشْرَى عِيسَى، رَأَتْ أُمِّي حِينَ حَمَلَتْ بِي كَأَنَّ نُورًا خَرَجَ مِنْهَا أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ بُصْرَى مِنْ أَرْضِ الشَّامِ».

(١) صحيح سيرة ابن هشام (١١)

(٢) حسن: أخرجه أحمد (٤/ ١٢٧، ٥/ ٢٦٢) وقال الهيثمي في المجمع (٨/ ٢١٢): إسناد أحمد حسن، وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢/ ٦١٦) وصححه ووافقه الذهبي وقال ابن كثير في البداية (٢/ ٣٠٤) بعدما ساقه عن ابن إسحاق بسنده: هذا إسناد جيد قوي.



ڈاکٹر علی محمد الصّلابی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے اکثریت کا یہی قول ہے۔

الكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [البقرة: الآية ١٢٩].

وبشرى عيسى كما أشار إليه تعالى حاكيًا عن المسيح ﷺ: ﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ...

[الصف: الآية ٦].

وقوله: «ورأت أمي كأنه خرج منها نور أضاءت منه قصور الشام» قال ابن رجب: «وخروج هذا النور عند وضعه، إشارة إلى ما يجيء به من النور الذي اهتدى به أهل الأرض ...

لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝﴾ [المائدة: الآيتان ١٥، ١٦].

وقال ابن كثير: «وتخصيص الشام بظهور نوره، إشارة إلى استقرار دينه وثبوته ببلاد الشام، ولهذا تكون الشام في آخر الزمان معقلاً للإسلام وأهله، وبها ينزل عيسى ابن مريم بدمشق، بالمنارة الشرقية البيضاء منها، ولهذا جاء في الصحيحين: «لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق، لا يضرهم من خذلهم، ولا من خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم كذلك» وفي صحيح البخاري: «وهم بالشام»[1].

ثالثًا: ميلاد الحبيب المصطفى ﷺ:

ولد الحبيب المصطفى ﷺ يوم الاثنين بلا خلاف، والأكثرون على أنه لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول[2].

والمجمع عليه أنه عليه الصلاة والسلام ولد عام الفيل[3]، وكانت ولادته في دار أبي طالب، بشعب بني هاشم[4].

قال أحمد شوقي رحمه الله في مولد الحبيب المصطفى ﷺ:

ولد الهدى فالكائنات ضياء	وفم الزمان تبسم وثناء
الروح، والملأ، الملائك حوله	للدين والدنيا به بشراء
والعرش يزهو، والحظيرة تزدهي	والمنتهى والسدرة العصماء

• • •

(١) انظر: تفسير ابن كثير (١/ ١٨٤)، رواه البخاري، كتاب المناقب، باب ٢٨، رقم (٣٦٤١).

السيرة النبوية

عرض وقائع وتحليل أحداث

تأليف

الدكتور علي محمد الصلابي

دار المعرفة
بيروت - لبنان

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں ابن اسحاق کے مطابق نبی کریم ﷺ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے (ابن اسحاق نے 12 ربیع الاوّل تاریخ ولادت لکھی ہے) اور پیر کے دن نبی کریم ﷺ روزہ رکھتے جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا۔ (تو میلاد بدعت کیسے ہوا)

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیفیت

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجود کے ساتھ ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور ہر موجود کی ہدایت کے لئے ان کے نور کے ظہور کا قصد فرمایا، اور ان کے ذریعے بندوں پر رحم کرنا چاہا تا کہ وہ معبود کی وحدانیت تک بندوں کی رہنمائی کر سکے، تو دوشنبہ کی روشن شب میں پاکباز حاملہ کو دردِ زہ شروع ہوا، اور صحیح تر اقوال کے مطابق یہ واقعہ عام فیل میں پیش آیا۔ ابن اسحاق کی مشہور روایت میں ماہ ربیع الاول میں آپ کی ولادت ہوئی (۱)، اور علم سیرت نبوی میں انھیں پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں (حضرت) ابوقتادہ انصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوشنبہ کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: "ذاك يوم ولدت فيه، وأنزل علىّ فيه" یہ وہ دن ہے، جس میں میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ (۲)

(حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے، دوشنبہ کے دن انھیں نبوت ملی، دوشنبہ کے دن انھوں نے ہجرت فرمائی اور دوشنبہ ہی کے دن وہ مدینہ میں داخل ہوئے،

(۱) سیرت ابن ہشام، "ولادۃ رسول اللہ ﷺ و رضاعہ"، ۱/۱۵۸، ۱۵۹۔



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔

السیرۃُ الذھبیہ صحیح السیرۃُ النبویہ جلد 1 صفحہ 26 دار ابن تیمیہ

مقعدان يستطعمان الناس . (٢٦)

وفي ذلك اليوم العظيم ، الذي رد الله كيد أصحاب الفيل في نحورهم ، وهو الموافق يوم الاثنين ، الثاني عشر من شهر ربيع الأول ، ولد الحبيب محمد صلى الله عليه وسلم في فجره .(١١٩)

صحيح السيرة النبوية

المسمّاة

السيرة الذهبية

تأليف

الشيخ محمد بن رزق بن طرهوني

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

المجلد الأول

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

دار ابن تيمية للطباعة والنشر

القاهرة : [illegible]

عالم عرب کے مشہور عالم امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے تاریخ ولادت 14 اقوال ہیں یاد رہے 12 ربیع الاوّل جمہور کا اتفاق و عمل ہے

٢۔ امام ابن عساکر قدس سرہٗ نے "تاریخ دمشق" میں ۹ در بارہ ولادت، دو روایتیں ذکر کی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ عام الفیل کے [illegible] سال بعد پیدا ہوئے، [illegible] یہ کہ آپ عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔

٣۔ دیکھیں، صحیح و مشہور جس پر امام بخاری قدس سرہٗ کے استاذ محترم حضرت امام ابراہیم بن منذر قدس سرہٗ اور حضرت خلیفہ بن خیاط قدس سرہٗ اور دوسرے محدثین کرام نے اجماع نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ پیر کے دن ربیع الاول شریف کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔

البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا آپ ربیع الاول کی دو تاریخ کو دنیا میں تشریف لائے یا آٹھ کو یا دس کو یا بارہ کو؟ تاریخ ولادت کی تعیین میں، یہ چار مشہور اقوال ہیں۔

١٢ ربیع الاول سنہ [illegible] پیر کے دن بوقت چاشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے

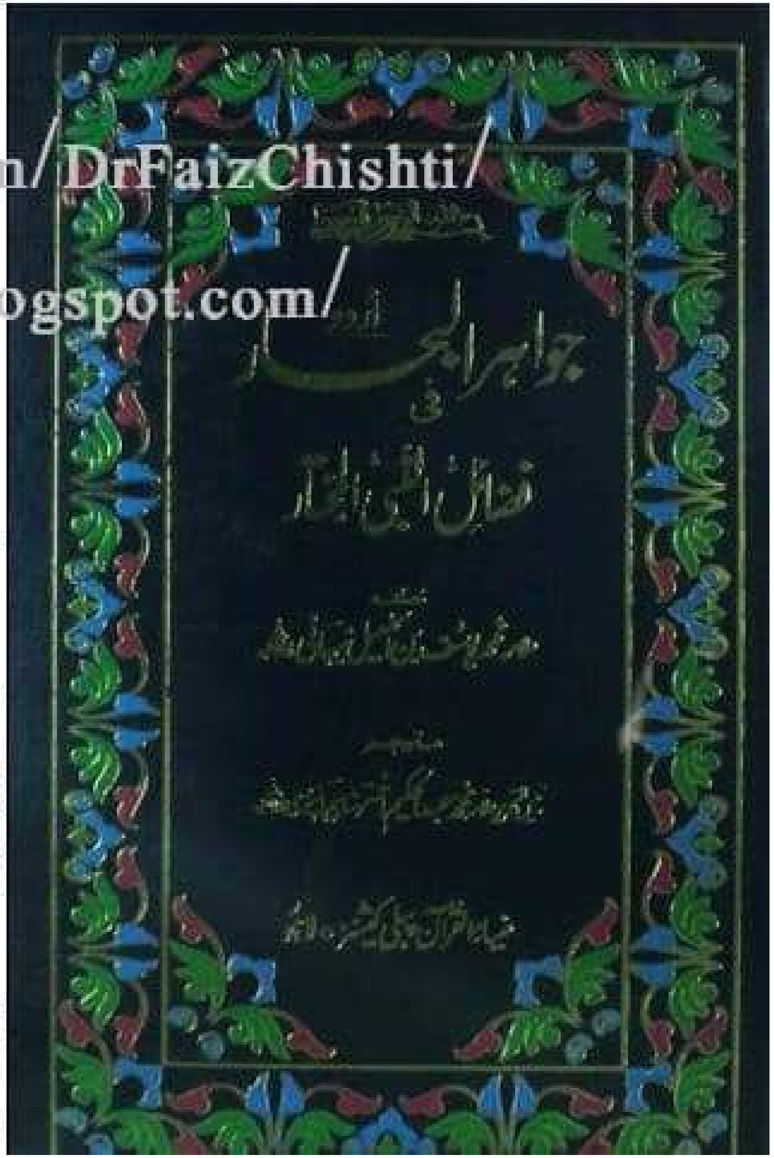
---

١ صحیح و مشہور و معتمد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود واقعہ اصحاب فیل کے پچپن دن بعد ہوا۔

٢ اصح یہ ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے کلام میں ایک لطیف اشارہ اسی جانب پایا جاتا ہے۔

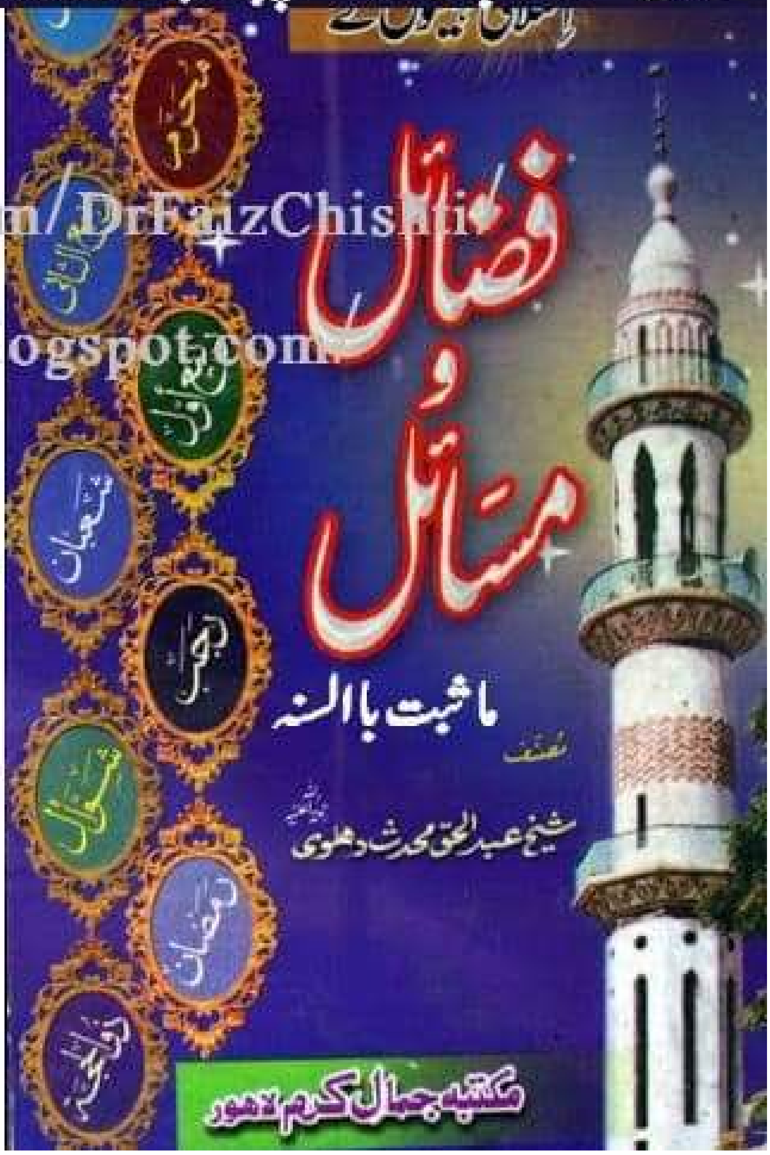
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

٣ تاریخ ولادت کی طرح تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک ربیع الاول کی ١٢ تاریخ تھی [illegible] کی ایک یا دو تاریخیں باقی تھیں کہ مرض کا آغاز ہوا [illegible] اور بعض کے نزدیک ربیع الاول کی یکم تھی۔ لیکن بنابر قول حضرت سلیمان تیمی ٢٢ صفر [illegible] مرض کی ابتداء ہوئی اور ٢ ربیع الاول [illegible] پیر وصال شریف



خاتم المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشہور تاریخ
ولادت مصطفیٰ ﷺ 12 ربیع الاوّل ہے اور اسی پر اہل مکہ کا عمل وہ میلاد مناتے ہیں
اور ولادت گاہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کو جاتے ہیں اس سے ثابت ہوا نجدیوں کے
حرمین مقدسہ پر قبضہ سے پہلے وہاں میلاد النبی ﷺ جوش و جذبے سے منایا جاتا تھا

کے دن پیدا ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے پس ایک قول یہ ہے کہ کوئی تاریخ معین نہیں صرف اتنا ہی ہے کہ ربیع الاول کے کسی پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تاریخ معین ہے ... ربیع الاول کی دوسری تاریخ ہے اور ایک یہ کہ آٹھویں تاریخ ہے۔ شیخ قطب الدین قسطلانی فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ حضرت ابن عباس اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم ... یہی قول اکثر ... کے نزدیک مختار ہے جو اس حال کے جاننے والے ہیں اور اسی کو حمیدی اور ان کے شیخ ابن حزم نے اختیار کیا ہے اور اسی پر قضاعی نے عیون المعارف میں اہل سیر کا اجماع نقل کیا ہے اور ...ی نے محمد بن جبیر ابن مطعم سے یہی روایت کی ہے۔ یہ محمد بن جبیر نسب کے اور ایام عرب کے ... ایک قول یہ ہے کہ دسویں تاریخ اور یہ کہ بارہویں تاریخ ہے اور یہی مشہور ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے کہ اسی تاریخ کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔ طیبی فرماتے ہیں کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے انتہی۔ طیبی کے اس اتفاق فرمانے میں کلام ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر بیان کیا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ کس وقت پیدا ہوئے۔ مگر مشہور اتنا ہی ہے کہ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا اور اسی دن اظہار نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اسے مسلم نے بیان کیا۔ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آپ دن میں پیدا ہوئے اور مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا آپ پیر کے دن پیدا ہوئے اور اسی دن نبوت کا اظہار فرمایا اور اسی دن آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور پیر کے ہی دن حجر



حرمین پاک کے مشہور عالم السیّد محمد بن علوی مالکی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (الذخائر المحمدیہ)

منکرین 12 ربیع الاوّل غور کریں جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے ضد چھوڑیں جناب۔

ولادتــــه ...

«صلى الله عليه وآله وسلم» :

ولد ﷺ يوم الاثنين في شهر ربيع الأول من عام الفيل، قيل ثانيه وقيل ثالثه، وقيل ثاني عشره، وهذا هو المشهور عند الجمهور. ويوم الاثنين يوم مبارك، فقد جاء عن الإمام أحمد أنه قال ابن عباس: ولد رسول ﷺ يوم الاثنين، واستنبىء يوم الاثنين، وخرج مهاجرًا من مكة إلى المدينة يوم الاثنين، وتوفى يوم الاثنين، ورفع الحجر يوم الاثنين، وقيل: إنه ولد مختونًا مسرورًا أى مقطوع الختان، ومقطوع السرة (١) .

وليلة مولده عليه الصلاة والسلام وقعت عجائب وغرائب: فمنها انتكاس كثير من الأصنام لتلتذ لوجوهها وسقوطها من أماكنها. ومنها ظهور النور معه حتى أضاءت له قصور الشام [illegible] وخمود النيران ولم تخمد قبل ذلك بألف عام وغاضت بحيرة ساوة (٢) .

(١) (القول فى أنه ﷺ ولد مختونا) . اختلف العلماء فى مسألة ختانه ﷺ على ثلاثة أقوال :

القول الأول : أنه ﷺ ولد مختوناً مسروراً وهو قول أبى الفرج بن الجوزى واختاره السيوطى فى الخصائص .

القول الثانى : أنه ﷺ ختن يوم أن شقت الملائكة صدره عند حليمة السعدية [أخرجه الطبرانى فى الأوسط] .

القول الثالث : أن جده عبد المطلب هو الذى ختنه يوم سابعه وهذا الحديث ذكره ابن القيم فى زاد المعاد جـ ١ ص ١٨ ، ١٩ وضعفه . =

الذخائر المحمدية

للعالم الفاضل

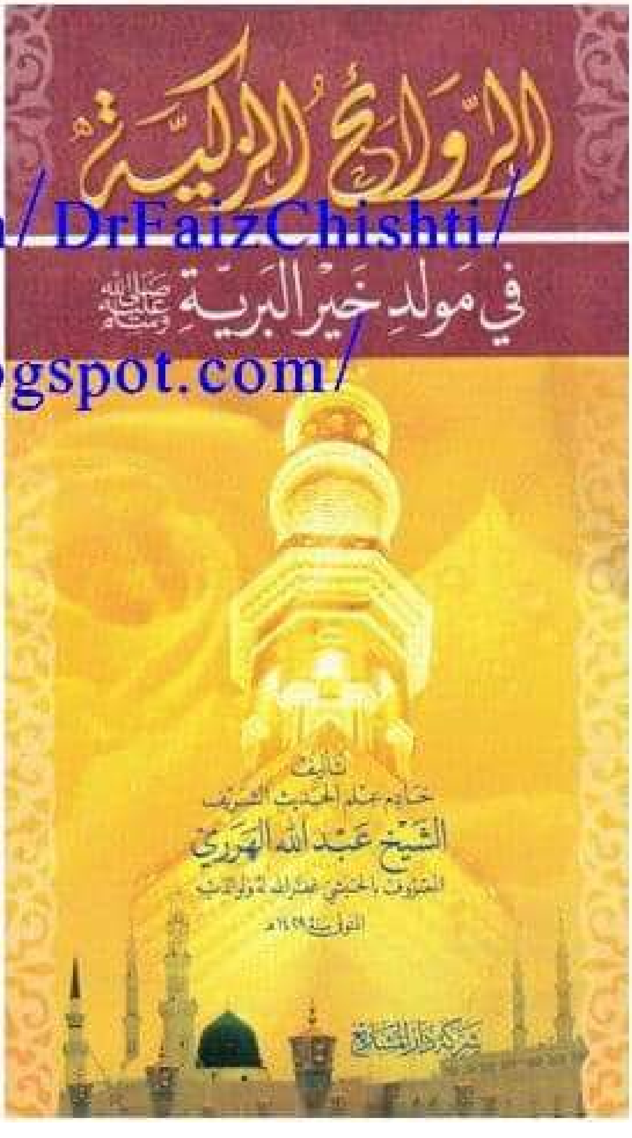
السيد محمد بن علوى المالكى الحسنى

خادم العلم الشريف بالبلد الحرام

الناشر : دار جوامع الكلم ١٧ ش الشيخ صالح الجعفرى

الدراسة - القاهرة - ت : ٥٨٩٨٠٢٩

الشیخ عبد اللہ الھرری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور اسی دن آپ ﷺ روزہ رکھتے پوچھنے پر فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا تھا۔ (نبی ﷺ خود اپنا میلاد ہر پیر کو مناتے)



فصل في بيان زمان مولده ﷺ ومكانه

اختلف في عام ولادته ﷺ والأكثر أنه عام الفيل، قال ابن

[illegible]

وقيل بخمسين يومًا».

[illegible]

ولد النبي ﷺ عام الفيل.

أما يوم مولده فهو شهر ربيع الأول، وأما يوم مولده من الشهر فالمعتمد أنه كان لثنتي عشرة ليلة خلت من الشهر المذكور.

أما يوم مولده فهو يوم الاثنين بلا خلاف، فقد روى مسلم[٢] عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أنه قال: سُئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم الاثنين فقال: **«ذاك يوم ولدت فيه، وأُنزل علي فيه»**.

وأما مكان مولده فالصحيح المحفوظ أنه كان بمكة

(١) دلائل النبوة (١/ ٧٥).

امام الوہابیہ ابن وہاب نجدی کا بیٹا شیخ عبد اللہ لکھتا ہے نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (مختصر سیرت رسول صفحہ نمبر 9)

وہابی حضرات 12 ربیع الاوّل کا انکار کرتے ہیں جمہور امت کی نہیں مانتے تو اپنے بڑے کی مان لو

مختصر سيرة الرسول ﷺ

الإمام ابن الأعلام

الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب

المتوفى بمصر سنة ١٢٤٢ هـ

عني بنشره ... [illegible]

وقيل لعشر منه ، وقيل لاثنتي عشرة خلت منه ، ونُبِّئَ يوم الإثنين لأيام خلت من ربيع [١] ، ومات لثنتي خلون من ربيع الأول

وفي عبد المطلب يجتمع معه بنو علي وبنو جعفر و [بنو عقيل[٢]] بنو أبي طالب ، وبنو العباس وبنو الحارث وبنو أبي لهب

وفي ... [illegible] ... وبنو ... [illegible]

وفي قُصَيّ يجتمع معه عليه السلام بنو عبد العزّى وبنو عبد الدار ، منهم خَدِيجة الكبرى ، ومنهم النضر بن الحارث ، ومن بني عبد العزّى الزبير بن العوام وخديجة ... [illegible]

وفي كلاب يجتمع معه عليه السلام بنو زهرة بن كلاب ، وأمه منهم ، ومنهم سعد بن أبي وقاص وعبد الرحمن بن عوف

وفي مُرَّة يجتمع معه عليه السلام بنو تَيم بن مرة وبنو مخزوم بن يَقَظة بن مرة فمن بني تيم بن مرة أبو بكر الصديق وطلحة بن عبيد الله . ومن بني مخزوم خالد بن الوليد وأبو جهل بن هشام

وفي كعب يجتمع معه عليه السلام بنو عديّ بن كعب ، ومنهم عمر بن الخطاب وسعيد ابن زيد ، وبنو جُمَح ومشاهيرهم أمية بن خلف عدوّ رسول الله ، وأخوه أُبيّ بن خلف مثله في العداوة لرسول الله ، وبنو سهم ومنهم عمرو بن العاص

وفي لؤي يجتمع معه عليه السلام بنو عامر بن لؤي ، ومنهم عمرو بن عبد ودّ فارس العرب الذي قتله علي بن أبي طالب ، ومنهم سهيل بن عمرو

وفي غالب يجتمع بنو تيم الأدرم ، والأدرم الناقص . وفي فهر يجتمع معه بنو محارب ... [illegible] [٣] ...

امام الوہابیہ ابن وہاب نجدی کا بیٹا شیخ عبد اللہ لکھتا ہے نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (مختصر سیرت رسول صفحہ نمبر 9)

وہابی حضرات 12 ربیع الاوّل کا انکار کرتے ہیں جمہور امت کی نہیں مانتے تو اپنے بڑے کی مان لو

مختصر

سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم

الإمام ... الأعلام

الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب

المتوفى بمصر سنة ١٢٤٢ هـ

نشره

قصي محب الدين الخطيب

وقيل لعشر منه ، وقيل لاثنتي عشرة خلت منه ، ونُبِّئ يوم الاثنين لأيام خلت من ربيع (١) ، ومات لثنتي عشر خلون من ربيع الأول

وفي عبد المطلب يجتمع معه بنو علي وبنو جعفر و [بنو عقيل (٢)] بنو أبي طالب ، وبنو العباس وبنو الحارث وبنو أبي لهب

وفي قُصَيّ يجتمع معه عليه السلام بنو عبد العزى وبنو عبد الدار ، منهم حُبَيبة

وفي كلاب يجتمع معه عليه السلام بنو زهرة بن كلاب ، وأمه منهم ، ومنهم سعد بن أبي وقاص وعبد الرحمن بن عوف

وفي مُرّة يجتمع معه عليه السلام بنو تيم بن مرة وبنو مخزوم بن يقظة بن مرة فمن بني تيم بن مرة أبو بكر الصديق وطلحة بن عبيد الله . ومن بني مخزوم خالد بن الوليد وأبو جهل بن هشام

وفي كعب يجتمع معه عليه السلام بنو عدي بن كعب ، ومنهم عمر بن الخطاب وسعيد ابن زيد ، وبنو جُمَح ومشاهيرهم أمية بن خلف عدو رسول الله ، وأخوه أبي بن خلف مثله في العداوة لرسول الله ، وبنو سهم ومنهم عمرو بن العاص

وفي لؤي يجتمع معه عليه السلام بنو عامر بن لؤي ، ومنهم عمرو بن عبد ود فارس العرب الذي قتله علي بن أبي طالب ، ومنهم سهيل بن عمرو

وفي غالب يجتمع بنو تيم الأدرم ، والأدرم الناقص . وفي فهر يجتمع معه بنو محارب

امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پیر کے دن 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (نسیم الرّیاض جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 325)

عظيمًا هالني، فرأيت كأن جناح طائر أبيض قد مسح على فؤادي، فذهب عني الرعب وكل ما أجد، ثم التفت فإذا نور غالب ونسوة طوال حولي، فقلت: من أين علمن بي ومن رواية أبي نعيم: نحو آسية امرأة فرعون ومريم ابنت عمران ...

عن أعين الناس، ورجال في الهواء بأيديهم أباريق من فضة وقطعة من الطير مناقيرها من زمرد وأجنحتها من الياقوت، فكشف الله عن بصري فرأيت مشارق الأرض ومغاربها، فرأيت علما بالمشرق وعلما بالمغرب، فوضعته صلى الله تعالى عليه وسلم، وكانت قريش مجدبة فأخصبت إلى نحو ذلك مما ذكروه.

وقال ابن الجوزي في تلقيح الفكر: اتفقوا على أنه ولد يوم الاثنين في شهر ربيع الأول عام الفيل، واختلفوا فيما مضى منه على أربعة أقوال، فقيل: لثنتين خلتا منه، وقيل: لثمان، وقيل: لعشر، وقيل: لاثنتي عشرة خلت منه، ومات أبوه وهو ابن خمس وعشرين سنة ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، حمل، وقيل: ابن سبعة أشهر، وقيل: ابن ثمانية وعشرين شهرًا، والأول أصح.

(وكونه رافعًا رأسه عندها وضعته) أي رفعه نحو السماء، كما ذكره البيهقي (شاخصًا ببصره إلى السماء)، قال الراغب: شخص من بلده ذهب، وشخص سمعه وبصره، وأشخصه صاحبه، وقوله: ﴿شَٰخِصَةٌ أَبۡصَٰرُ﴾ [الأنبياء: ٩٧]، أي أجفانهم لا تطرف التهي.

وقوله إلى السماء تنازعه رافعًا وشاخصًا، وهذا إشارة إلى تعلقه صلى الله تعالى عليه وسلم، بالملأ الأعلى وتوجهه لذلك من أول أمره كما قال البوصيري[1]:

رافعًا رأسه وفي ذلك الرفـ ـع إلى كل سؤدد إيماء
رامقًا طرفه إلى السماء ومرمى عين من شأنه العلو العلاء

وروي أنه خرج معه نور أضاء له المشرق والمغرب، وروي أنه ولد وأصابعه مقبوضة مشيرًا بالسبابة كالمسبح.

(وما رأته) أمه كما رواه أحمد والبيهقي (من النور الذي خرج معه عند ولادته)، وحديث النور الذي خرج معه أضاء له جميع الأرض رواه جماعة وصححه ابن حبان والحاكم.

نسيم الرياض

في شرح شفاء القاضي عياض

تأليف

شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري

المتوفى سنة ١٠٦٩هـ

ضبطه وقدم له وعلق عليه

محمد عبد القادر عطا

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية

مشہور غیر مقلد اہلحدیث امیر حمزہ صاحب لکھتے ہیں: اکثر کے مطابق نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور پیر کے دن آپ ﷺ روزہ رکھ کر اپنا یوم ولادت مناتے تھے۔ سیرت کے سچے موتی) کیا فتویٰ جناب

اور اکثر کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارھویں رات کو پیدا ہوئے۔

[ابن هشام : ۱/ ۱۸۳، اسناده حسن لذاته من قول ابن اسحاق، البداية والنهاية : ۱/ ۲۶۳۔ دلائل النبوة للبيهقي : ۱/ ۷۴ إسناده حسن لذاته]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔"

[طبقات ابن سعد : ۱/ ۸۱ و إسناده صحيح]

خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں: "اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ "عام الفیل" (یعنی ہاتھیوں والے سال، جس سال ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کا ارادہ کیا اور تباہ ہوا) میں پیدا ہوئے۔"

[السيرة النبوية لابن كثير، ص: ۱۳ بتحقيق الشيخ الصدوق الالباني رحمه الله]

پیر کے دن کے روزے کے بارے میں حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور یہی وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔"

[مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ... الخ : ۱۹۸/ ۱۱۶۲]

دودھ پینے کے دن اور بچپن کی یاد:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔"

[بخاری، كتاب النكاح باب ﴿ و امهاتكم التي ارضعنكم ﴾ : ۵۱۰۱]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

طرح اہل جاہلیت کرتے تھے مگر دونوں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا۔ ایک رات میں نے اپنے ساتھی چرواہے سے جو کہ بالائی مکہ میں میرے ساتھ ہماری بکریاں چراتا تھا، کہا:

محفل میں شریک ہو سکوں۔" اس نے ہامی بھری تو میں چل پڑا اور جب میں مکہ کے گھروں میں سے ایک گھر کے قریب پہنچا تو میں نے موسیقی و گانے کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: "یہ کیسی آوازیں ہیں؟" انھوں نے جواب دیا: "فلاں قریشی کی فلاں عورت سے شادی



مشہور یہ ہے کہ: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (سیرت نبوی جلد اوّل دیوبندی مکتبہ فکر)

رسول ﷺ کی ولادت اور نسب نامہ

ولادت اور نسب نامہ

مشہور یہ ہے کہ آپ عام الفیل (ہاتھی کے حملے والے سال) 12 ربیع الاول کو سوموار کے دن مکہ میں یتیم پیدا ہوئے۔ [1]

محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

[illegible]

بھی علماء کے درمیان متفق علیہ ہے۔ اس سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے، کوئی قابل اعتماد بات نہیں ملتی، البتہ یہ بات [illegible] کہ عدنان حضرت [illegible]

[1] صحیح السیرة النبویة لابن طرهوني، ص: 271-276. [2] صحیح البخاري، مناقب الأنصار، باب مبعث النبي ﷺ، قبل الحدیث: 3851. [3] یہ بیان رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی رو سے ہے جس میں آپ نے فرمایا: "امر واقع یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کا انتخاب کیا اور کنانہ سے قریش کو منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب کیا۔"



وہابیوں کی شاخ جماعت اسلامی کے بانی جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے جمہور مسلمانوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (سیرت سرور عالم جلد دوم) کیا کہتے ہیں منکرین 12 ربیع الاوّل ؟؟؟؟؟

سیرتِ سرورِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم

جلد دوم

— تالیف —

سید ابو الاعلیٰ مودودی

ادارۂ ترجمان القرآن ۔ لاہور

پیدائش سے آغازِ نبوت تک

ولادتِ مبارکہ

[illegible]

حضرت اسماعیل نے دعا مانگی تھی کہ

(البقرہ ۱۲۹)

"اے ہمارے رب، اور ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔"

[illegible]

محدثین اور مؤرخین کا اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ اصحاب الفیل کا واقعہ [illegible] محرم میں پیش آیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ربیع الاول میں ہوئی۔ [illegible]

ربیع الاول کی کس تاریخ کو ہوئی تھی؟ اس میں اختلاف ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔ اسی کی تصریح محمد بن اسحاق

[illegible] اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔ [illegible]

مشہور مؤرخ طالب الہاشمی صاحب لکھتے ہیں: جمہور مسلمانوں کے نزدیک
نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کی صبح صادق پیدا ہوئے۔ سیرت رحمت
دارین صفحہ 95

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت

جمہور محدثین اور مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت شریفہ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت (۱ عام الفیل) میں بروز دوشنبہ (پیر) صبح صادق کے وقت بروایت دیگر صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے) ہوئی۔ البتہ قمری تاریخ اور شمسی سال کے بارے میں ارباب سیر میں اختلاف ہے۔ جمہور مسلمانوں میں بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ مشہور اور مقبول ہے۔ یہ تاریخ محدث ابن ابی شیبہ نے بروایت حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کی ہے۔ امام محمد بن اسحاق، ابن جریر طبری اور ابن خلدونؒ نے بھی یہی تاریخ (۱۲ ربیع الاوّل) لکھی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ میں مصر کے نامور ہیئت دان محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے دن نو (۹) ربیع الاوّل کو ۱ عام الفیل میں ہوئی جو ۲۰ اپریل ۵۷۱ء عیسوی کے مطابق ہے۔

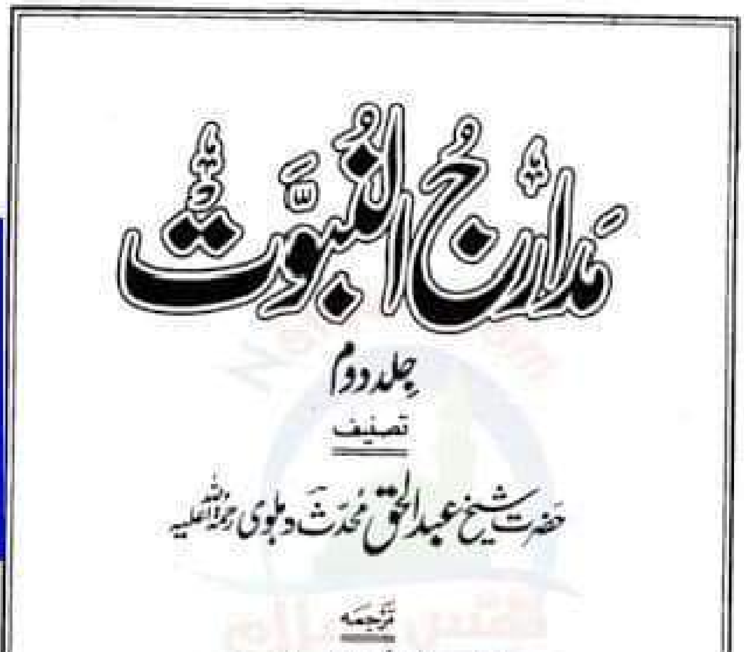
قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے اپنی کتاب "رحمۃ للعالمین" (۱: ۳۳) میں حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کی تاریخ ۹ ربیع الاوّل ۱ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء عیسوی مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی قرار دی ہے۔

بعض مؤرخین نے حضور ﷺ کا سال ولادت ۵۷۰ عیسوی اور بعض نے ۵۶۹ عیسوی [illegible] کی قمری مہینوں اور سالوں کے درمیان مطابقت بڑا مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے اس لیے شمسی سال اور مہینے کا حتمی طور پر تعین نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن [illegible] کہ حضور ﷺ ہجرت مدینہ سے ۵۳ سال پہلے ربیع الاوّل ۱ عام الفیل میں بروز دوشنبہ (پیر) رونق افروز عالم ہوئے۔ دایہ کی خدمت انجام دینے کی سعادت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (یکے از عشرہ مبشرہ) کی والدہ شفاء بنت عوف بن عبد الحارث زہری کو نصیب ہوئی۔



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کی صبح پیدا ہوئے یہی مشہور قول ہے اور اہل مکہ اسی دن میلاد شریف مناتے ہیں اور مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صفحہ نمبر 30) کیا یہ سب بدعتی و گمراہ تھے؟





اس سے ثابت ہوا نجدیوں کے قبضہ سے پہلے مکۃ المکرمہ میں میلاد منایا جاتا تھا منکرو۔

قاضی عبد الدائم دائم لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول سوموار کی رات کو پیدا ہوئے مفتی شفیع دیوبندی صاحب نے اسی تاریخ کو ترجیح دی ہے

اس بہار میں

- ---دستِ قدرت کا وہ شہکار غنچہ چٹکا، جس کی نکہت وشادابی اور رنگ روپ دیکھ کر چشمِ نظارہ بیں ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی۔

- [illegible] بے خود ہو گیا۔

- ---وہ نسیمِ سحر چلی، جس کے ہر جھونکے میں گلزارِ ازل کی مہک رچی تھی۔
- ---وہ صبا محوِ خرام ہوئی، جس کی اٹکھیلیوں سے باغِ ابد کی ہر کلی مسکرا پڑی، ہر شگوفہ کھل اٹھا۔
- ---وہ بادِ بہاری چلی، جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قرارانِ عالم کو قرار آ گیا۔
- ---وہ کرم کی گھٹا اٹھی، جس سے ہر کشتِ ویراں سیراب وشاداب ہو گئی۔
- ---وہ ابرِ نیساں برسا، جس کا ہر قطرہ صدف ہوئے بغیر دُرِ شہوار بن گیا۔
- ---وہ شبنم پڑی، جس کا نم گلستانِ حیات کے پتے پتے کے لئے آبِ حیات ثابت ہوا۔

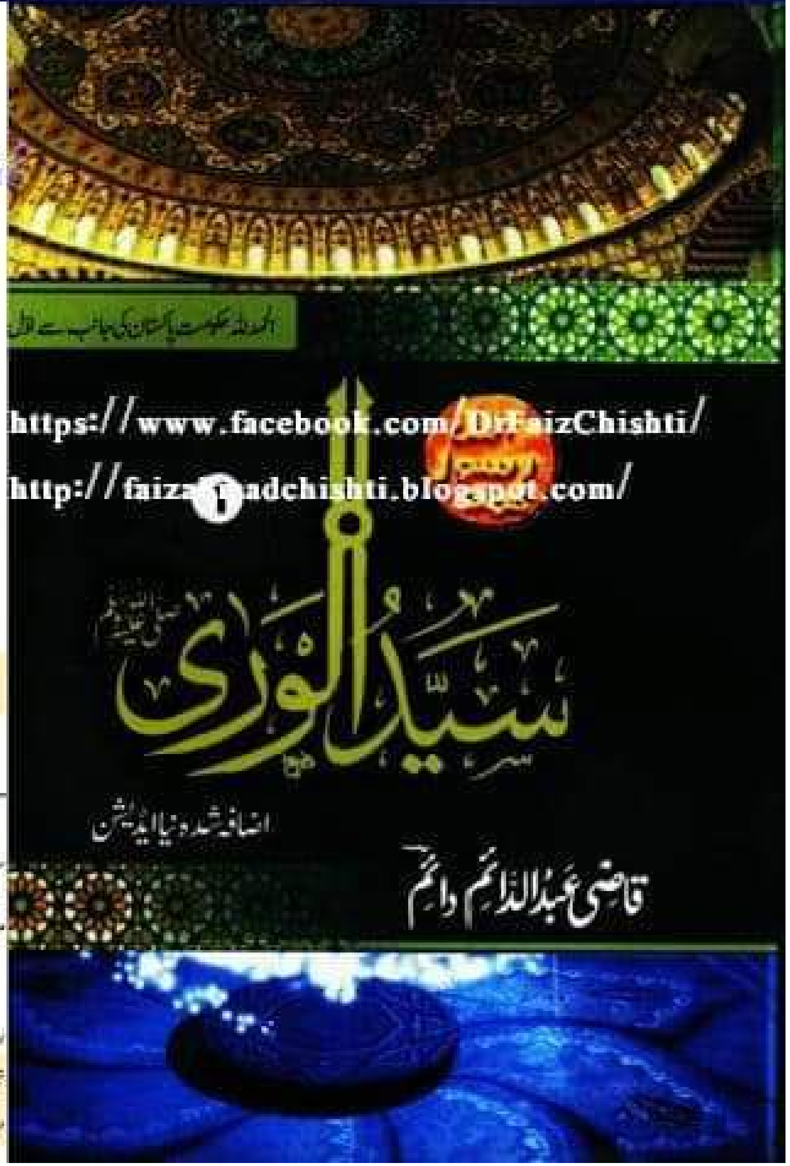
---یہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ (۱) تھی اور سوموار کی رات---

یوں تو رات اپنے جلو میں ظلمت وتاریکی لئے ہوئے آتی ہے مگر یہ رات اپنے دامن

---

(۱) جانِ دو عالم ﷺ کی تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے۔ ابن حزم، حمیدی اور چند دیگر مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ آپ کی تاریخِ ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ ایک ترکی ماہرِ فلکیات محمود پاشا فلکی نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور تقویمی حساب سے ثابت کیا ہے کہ ۹ ربیع الاول ہی صحیح ہے۔

بعد میں سیرت پر جو بلند پایہ کتابیں لکھی گئیں---مثلاً قاضی سلیمان منصورپوری کی رحمۃ للعالمین، شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی، ابوالکلام آزاد کی رسولِ رحمت---ان کے مصنفین نے محمود پاشا کی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے ۹ ربیع الاول کو ہی ترجیح دی ہے، لیکن مفتی محمد شفیع صاحب نے ''اوجز السیر'' میں تقویمی حساب پر عدمِ اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول کو درست قرار دیا ہے اور



علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مشہور 12 ربیع الاول پیر کے دن ولادت ہے

پھر تین شخص نظر آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد
[illegible]
اس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگادی، پھر
حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا اور ایک [illegible] کے بعد مجھے
سپرد کردیا۔ (1) (زرقانی علی المواہب ج۱ ص۱۱۵)

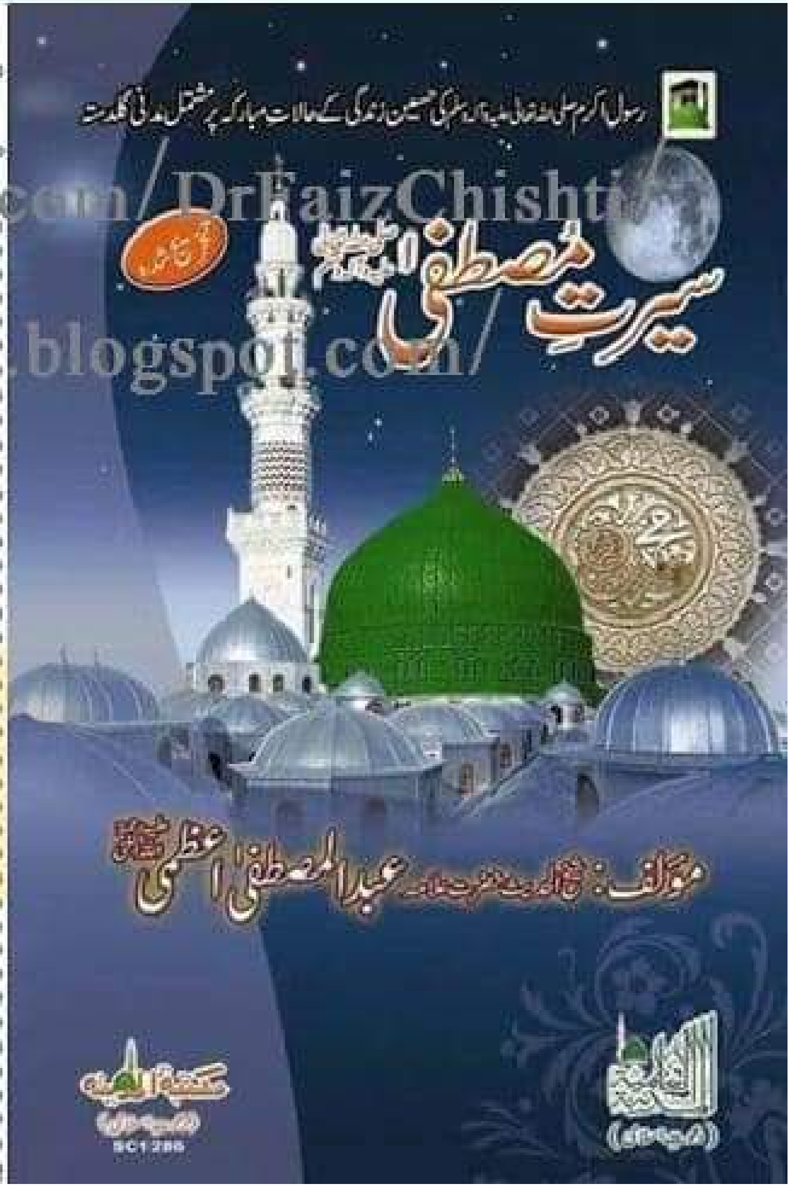
دوسرا باب

بچپن

ولادت باسعادت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ "اصحاب فیل" سے پچپن دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اسی پر عملدرآمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ (2) (مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۴)

تاریخ عالم میں یہ وہ نرالا اور عظمت والا دن ہے کہ اسی روز عالم ہستی کے ایجاد کا باعث، گردش لیل ونہار کا مطلوب، خلق آدم کا رمز، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، بانی کعبہ کی دعا، ابن مریم کی بشارت کا ظہور ہوا۔ کائنات وجود کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوارنے والا، تمام جہان کے بگڑے نظاموں کو سدھارنے والا یعنی۔



مہتمم دیوبند کے بیٹے جناب اسلم قاسمی صاحب کی گواہی کہ: نبی کریم
ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (سیرت پاک صفحہ 6)

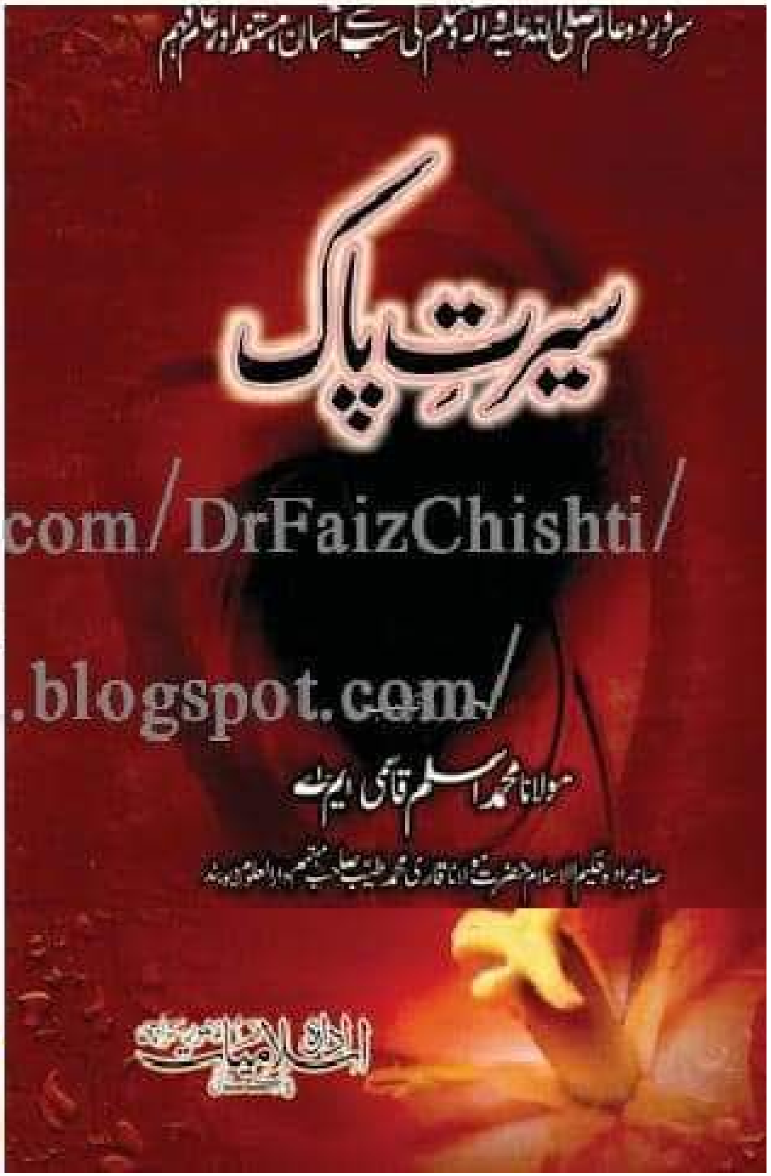
کرتے تھے اس لیے فوراً ہی رشتہ منظور ہو گیا۔

اس کے بعد خاندان بنی زہرہ کی بیٹی ہاشمی سردار سے بیاہ کر آ گئی۔ شادی کے بعد جلد ہی جناب آمنہ اُمید سے ہو گئیں۔

اس زمانے میں مکہ سے ایک تجارتی قافلہ شام جانے والا تھا۔ اس کے ساتھ جناب عبداللہ کا جانا بھی طے ہوا۔ چنانچہ ایک دن وہ اپنی نئی نویلی دلہن سے رخصت ہو کر قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ شام پہنچ کر قافلے نے لین دین کیا اور اس سے نٹ کر واپس مکے کو روانہ ہوا۔ مگر خدا کو یہ منظور نہیں تھا کہ عبدالمطلب اپنے [illegible] جناب عبداللہ اپنی دلہن سے [illegible] جب یہ قافلہ یثرب پہنچا تو اچانک عبداللہ بیمار ہو گئے اور پھر کچھ دن بعد ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ اُن کے رشتہ داروں نے انہیں یثرب کے قریب ابواء کے مقام پر دفن کر دیا۔

جب یہ خبر مکے پہنچی تو عبدالمطلب کے ساتھ مکے کے ہر گھرانے نے جناب عبداللہ کا ماتم کیا۔ مگر جس خدا نے یہ غم دیا تھا وہی اب عبدالمطلب کے گھرانے کو اتنی بڑی نعمت دینے والا تھا جس کی خوشی دُنیا کے ہر غم پر بھاری ہے۔ وقت گزرتا گیا اور جناب آمنہ کے یہاں پیدائش کے دن قریب آتے گئے۔ (زرقانی وطبری)

اور پھر وہ مُبارک دن آ گیا۔ بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ء کو صُبح کے وقت جناب آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی اور دُنیا و آخرت کی برکتیں لے کر



مشہور غیر مقلد اہلحدیث وہابی عنایت اللہ سبحانی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (محمد عربی صفحہ نمبر 26) جناب؟

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا!

دوشنبہ کا دن تھا اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی کہ آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی۔

نومولود بچہ بہت ہی خوب صورت تھا۔ چاند بھی اس کے سامنے پھیکا تھا۔

آمنہ نے اپنے خسر عبدالمطلب کو خبر کی کہ آ کر پوتے کو دیکھ لیں۔

عبدالمطلب دوڑے ہوئے آئے اور نظر پڑتے ہی کھل اٹھے کہ ایک تو لڑکا تھا، اور وہ بھی عبداللہ کا۔

وہ خوشی سے نہال ہو گئے۔ چنانچہ بچہ کو گود میں لیا، سینہ سے لگایا۔ ماتھے پر بوسہ دیا۔ پھر اسے لیے ہوئے کعبہ پہنچے اور اس کا طواف کیا اور بچہ کا نام محمدؐ رکھا۔

محمدؐ کے معنی ہیں، ہر لحاظ سے قابل تعریف۔ وہ جسے سب پسند کریں سب اچھا کہیں۔

پھر ولادت کے ساتویں دن عبدالمطلب نے اونٹ ذبح کرایا، اور قریش کی دعوت کی۔ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو کسی نے پوچھا:

عبدالمطلب! کیا وجہ ہے کہ آپ نے پوتے کا نام محمدؐ رکھا؟ خاندان کی نام کیوں نہیں رکھا؟

عبدالمطلب بولے

"میں نے چاہا کہ آسمان پر بھی اس کی تعریف ہو، اور زمین پر بھی، خالق کو بھی وہ پیارا ہو، اور خلقت کو بھی۔"

قریش میں اونچے گھرانوں کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ خود نہیں پلاتی تھیں، دیہاتوں سے دائیوں کی ٹولیاں آتیں۔ وہ بچوں کو اپنے یہاں لے جاتیں۔ ان کو دودھ پلاتیں۔ ان کی پرورش و پرداخت کرتیں۔ پھر جب وہ بڑے ہو جاتے تو واپس کر جاتیں اور دوسرے بچے لے جاتیں۔ اس سے بچے خوب تندرست رہتے اور فصیح عربی بھی سیکھ لیتے۔ مگر دائیوں کے آنے کے موسم متعین



نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اس میں کوئی اختلاف نہیں اکثر کے نزدیک 12 ربیع الاوّل ولادت ہے۔ (السیرۃ الصحیحہ صفحہ نمبر 36)

الفصل الخامس

أخبار الرسول صلى الله عليه وسلم قبل البعثة

المبحث الأول: مولده صلى الله عليه وسلم

ولد في ربيع الأول يوم الاثنين بلا خلاف ، والأكثرون على أنه ليلة الثاني عشر منه [1].

وقال خليفة بن خياط: والمجمع عليه أنه عليه السلام ولد عام الفيل [2].

١٧ـ من حديث قيس بن مخرمة بن المطلب بن عبد مناف رضي الله عنه قال: « ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل ، فنحن لِدَّان ، ولدنا مولداً واحداً » [3].

١٨ـ ومن حديث أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه عن صوم يوم الاثنين قال رسول الله ﷺ: « ذاك يوم ولدت فيه ، ويوم بعثت أو أنزل عليَّ فيه » [4].

١٩ـ ومن حديث ابن عباس رضي الله عنه قال: « ولد النبي ﷺ يوم الاثنين، واستنبئ يوم الاثنين ، وتوفي يوم الاثنين ، وخرج مهاجراً من مكة إلى المدينة يوم الاثنين ، وقدم المدينة يوم الاثنين ، ورفع الحجرَ الأسود يوم الاثنين » [5].

٢٠ـ ومن حديث ابن عباس وجابر رضي الله عنهم أنهما قالا: « ولد رسول

---

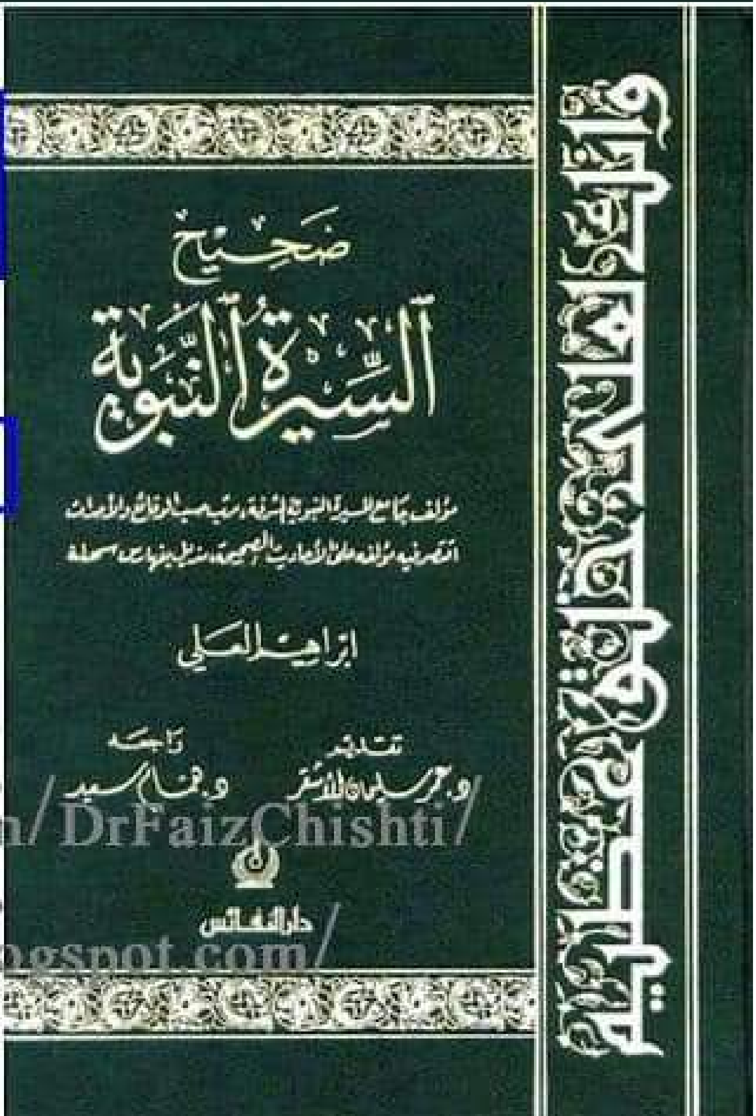
(١) انظر سيرة ابن هشام: ١/١٥٨ ، تاريخ الطبري: ٢/١٥٤-١٥٧ ، الاستيعاب: ١/٣٠-٣١ ، البداية والنهاية: ٢/٢٥٩-٢٦٢ ، دلائل النبوة لأبي نعيم: ١/٤٠ ، دلائل النبوة للبيهقي: ١/٨٩-٩٤.

(٢) السيرة النبوية لابن كثير: ١/٢٠٣.

[illegible] غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق ، وقد صرح بالتحديث ، فانتفت الشبهة في التدليس ، قلت وبذلك يصح الحديث.

(٤) مسلم: كتاب الصيام ، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر: ١١٦٢ [illegible] في الصيام ، باب [illegible]

[illegible] عن حنش الصنعاني به ، ومن الرواة عن ابن لهيعة عمرو بن خالد عند الطبراني ، وقد سمع من ابن لهيعة قبل اختلاطه ، فالحديث بهذا حسن، وله شواهد، انظر ما بعده: ٢٠ . وقال الهيثمي في المجمع: ١/١٩٦ ، وفيه ابن لهيعة ، وهو ضعيف ، وبقية رجاله ثقات من أهل الصحيح.



نبی کریم ﷺ پیر کے دن روزہ رکھ کر اپنا یوم میلاد مناتے تھے تو میلاد بدعت کیسے

جمہور علماء اسلام کے نزدیک نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (صحیح السیرۃ النبویہ تصنیف علماء عرب) اسی پر امت کا عمل ہے۔

الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول ، وفيه عرج به إلى السماء ، وفيه هاجر ، وفيه مات » . هذا هو المشهور عند الجمهور . والله أعلم[1] .

٢١ـ ومن حديث ابن عباس رضي الله عنهما قال: « ولد رسول الله ﷺ عام الفيل »[2] .

المبحث الثاني: مرضعاته عليه الصلاة والسلام

ثويبة مولاة أبي لهب مولاة بني هاشم

٢٢ـ من حديث زينب ابنة أبي سلمة أن أم حبيبة رضي الله عنها أخبرتها أنها قالت: [illegible]

[illegible]

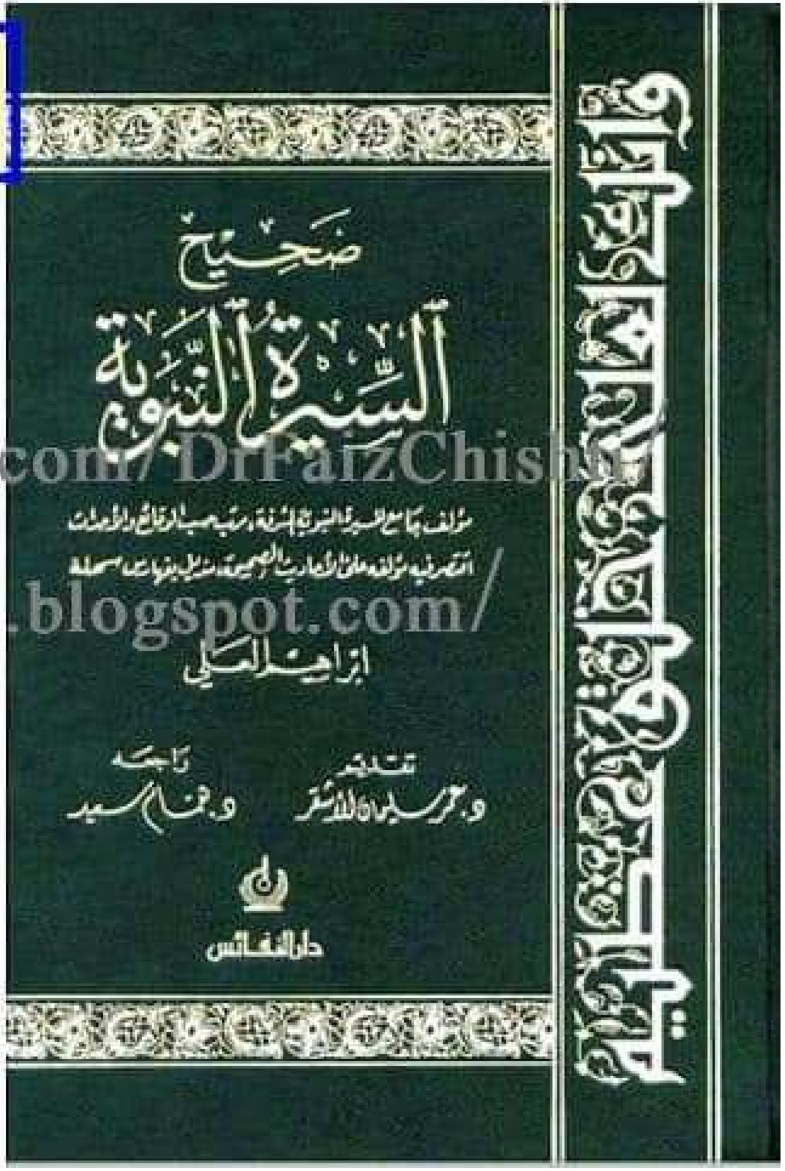
النبي ﷺ: « إن ذلك لا يحلُّ لي » . قلت: فإنا نُحدَّث أنك تريد أن تنكح بنت أبي سلمة . قال: بنت أم سلمة ؟ قلت: نعم . فقال: لو أنها لم تكن ربيبتي في حجري [illegible]

(١) ابن أبي شيبة في مصنفه ، وإسناده صحيح ، رجاله رجال الصحيح ، انظر السيرة النبوية ، لابن كثير: ١/١٩٩ .

(٢) رواه الطبراني في الكبير: ١٢٤٣٢ ، والبيهقي في دلائل النبوة: ١/١٠ ، والبزار كما في كشف الأستار: ١/١٢٦ ، حديث: ٢٢٦ من طريق يونس بن أبي إسحاق، عن أبيه ، عن سعيد بن جبير به . وقال الهيثمي في المجمع: ١/١٩٦: رواه البزار والطبراني في الكبير ورجاله موثقون .

(٣) رواه البخاري ، كتاب النكاح ، باب: ﴿ وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم ﴾ رقم: ٥١٠١ ، فتح الباري: ٩/١٤٠ ، مسلم: ١٤٤٩ ، الرضاع ، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة ، وأبو داود: ٢٠٥٦ النكاح ، وباب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ، وابن ماجه: ١٩٣٩ كتاب النكاح ، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب ، والنسائي في النكاح ، باب تحريم الجمع بين الأختين: ٦/٩٦ ، وابن سعد في الطبقات: ١/١٠٨ .

[illegible]



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اسی دن اہل مکہ سرکار دوعالم ﷺ کا میلاد مناتے اور ولادت گاہ کی زیارت کو جاتے تھے۔ (انسان العیون صفحہ نمبر 67) کیا بریلوی تھے؟

[illegible]
لرب الذي له تنقاد وعمودها الذي عليه العماد وكهفها الذي يلجا اليه العباد سلفك خير سلف وأنت
ادكرمن الخلفه ولن يعمل ذكرمن أنت سلفه نحن أهل بيت حرم الله وسدنة (٦٧) جـ ١

الروايات لكون النوركان بها أتم ومن ثم قالت حتى رأيت أعناق الابل ببصرى اورأت مرة وصول النور
الى بصرى خاصة ومرة جاوزها فتأمل والى هذا النور يشير عمه العباس رضي الله تعالى عنه بقوله في
قصيدته التي امتدح بها رسول الله صلى الله عليه وسلم عند رجوعه صلى الله عليه وسلم من غزوة تبوك
وقد قال له في مرجعه من تلك الغزوة يارسول الله اني أريد ان امتدحك فقال له رسول الله قل لا يفضض
الله فاك فقال قصيدة منها

وانت لما ولدت أشرقت الارض وضاءت بنورك الافق
[illegible]

والى ذلك يشير صاحب الهمزية رحمه الله بقوله

ورأت أمه قصور قيصر بالرو ۞ م يراها من داره البطحاء

أي رأت قصور ملك الروم ببلاد الروم بمصرها الذي داره بمكة قال بعضهم [illegible]
[illegible]
ان امه رأت [illegible] وهي حامل به ان النجم المسمى المشترى خرج من برجها
فوقع في مصر ثم وقع في كل بلدة منه شطية فتأول ذلك أصحاب تأويل الرؤيا بانها تلد عالما يكون علمه
بمصر أولا ثم ينتشر الى سائر البلدان ۞ وروى السهيلي عن الواقدي انه صلى الله عليه وسلم لما ولد
تكلم فقال جلال ربي الرفيع وروى أن أول ما تكلم به لما ولدته أمه حين خروجه من بطنها الله أكبر كبيرا
والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا ولامانع من انه صلى الله عليه وسلم تكلم بكل ذلك والاولية
في الرواية الثانية اضافية لا تخفى ۞ وقد وقع الاختلاف في وقت ولادته صلى الله عليه وسلم أي هل
كان ليلا أو نهارا وعلى الثاني في أي وقت من ذلك النهار وفي شهره وفي عامه وفي محله فقيل ولد يوم الاثنين
قال بعضهم لا خلاف فيه والله أن أخطأ من قال ولد يوم الجمعة أي في قتادة رضي الله تعالى عنه ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم سئل عن يوم الاثنين فقال ذلك يوم ولدت فيه وذكر الزبير بن بكار والحافظ ابن
عساكر ان ذلك كان حين طلوع الفجر [illegible]
سعيد بن المسيب ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ابهار النهار أي وسطه وكان ذلك اليوم لمضي ثنتي
عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول أي وكان ذلك في فصل الربيع وقد أشار الى ذلك
بعضهم بقوله

يقول لنا لسان الحال منه ۞ وقول الحق يعذب للسميع
فوجهي والزمان وشهر وضعي ۞ ربيع في ربيع في ربيع

قال وحكي الاجماع عليه وعليه العمل الآن أي في الامصار خصوصا أهل مكة في زيارتهم موضع

اليك من سرعظم قدرك يكون لم يبح له به ولكن رأيتك معدنه فأطلعتك طلعه اي عليه فليكن عندك مخباء
اجد في الكتاب المكنون والعلم المخزون الذي ادخرناه لانفسنا واحتجبناه دون غيرنا خبرا عظيما و
وفضيلة للناس عامة ولرهطك كافة ولك خاصة فقال له عبد المطلب مثلك أيها الملك من سر و[illegible]

انسان العيون في سيرة الامين المأمون
المعروفة بالسيرة الحلبية

﴿ تأليف ﴾

الامام العالم العلامة الحبر البحر الفهامه
علي بن برهان الدين الحلبي الشافعي
[illegible]
آمين

[illegible]

﴿ وبهامشها ﴾

السيرة النبوية والآثار المحمدية
لمفتي السادة الشافعية بمكة المشرفة
السيد أحمد زيني المشهور بدحلان

طبع بالمطبعة الازهرية بمصر
بتاريخ رقعة المفتي رقم ٦ بجوار الازهر الشريف بمصر
﴿ على نفقة أصحابها ﴾
ورثة المرحوم فضيلة الشيخ محمد عبد الله الواحد [illegible]

﴿ الطبعة الثالثة ﴾
﴿ سنة ١٣٥١ هـ — سنة ١٩٣٢ م ﴾

نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے یہی علماء میں مشہور ہے۔ (حسن المقصد صفحہ نمبر 12 امام سیوطی علیہ الرّحمہ)

وفي الإنجيل:

قال عيسى عليه السلام: «إن أحببتموني، فاحفظوا وصيتي، وأنا أطلب إلى أبي فيعطيكم بارقليط آخر يكون معكم الدهر كله».

وفي إنجيل متى: «وأما الآن فإن شئتم. فاقبلوا، فإن إيليا المزمع أن يأتي، فمن كانت له أذنان سامعتان فليسمع، فهذه بشارة بمحمد ﷺ، فمن زعم أن إيليا: إلياس فهذا من أعظم الجهل والكذب على الله؛ لأن إلياس تقدم إرساله إلى قومه، وصار إلى الله تعالى...».

وفي كتاب سعيا:

«عبدي الذي سُرَّت به نفسي، أنزل عليه وحيي، فيظهر في الأمم عدلي، [illegible] العور، والآذان الصم، ويحيي القلوب الغلف، وما أعطيه لا أعطي أحداً، مشفح يحمد الله حمداً جديداً، يأتي من أقصى الأرض، تفرح البرية وسكانها يهللون الله [illegible] عهد الله في كل الكتب السماوية بشارة به ﷺ لتعمر به الأرض، ويملأها قسطاً وعدلاً، وقد كان.

مولده ﷺ

ولد رسولنا الكريم ﷺ بمكة عام الفيل، في اليوم الثاني عشر من شهر ربيع الأول، والمشهور بين العلماء أنه ولد يوم الاثنين.

ففي الحديث: أن النبي ﷺ سُئِلَ عن يوم الاثنين، فقال: «هذا يوم ولدت فيه، وبعثت فيه، وأنزل عليَّ فيه، وهاجرت فيه».

وقد وافق سنة ولادته سنة إحدى وسبعين وخمسمائة ميلادية.

حُسْنُ المَقْصِد في عَمَلِ المَوْلِد

للإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

تحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

پیر کے دن نبی کریم ﷺ خود اپنا میلاد مناتے روزہ رکھ کر جواز میلاد کی دلیل

غیر مقلد وہابی حضرات کے موجودہ صدی کے بڑے عالم جناب ناصر البانی صاحب لکھتے ہیں جمہور امت کے نزدیک نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (صحیح سیرۃ النبویہ صفحہ 12) اور ہم اہلسنت بھی یہی کہتے ہیں۔

باب مولد رسول الله ﷺ

ولد صلوات الله عليه وسلامه يوم الاثنين ؛ لما رواه مسلم في «صحيحه» عن أبي قتادة أن أعرابياً قال : يا رسول الله ! ما تقول في صوم يوم الاثنين؟ فقال : «ذاك يوم ولدت فيه ، وأنزل علي فيه» .

وكان مولده عليه الصلاة والسلام عام الفيل .

وقد رواه البيهقي عن ابن عباس[٢] وهو المجمع عليه ؛ كما قال خليفة بن خياط ، توفي أبوه عبدالله وهو حمل في بطن أمه على المشهور .

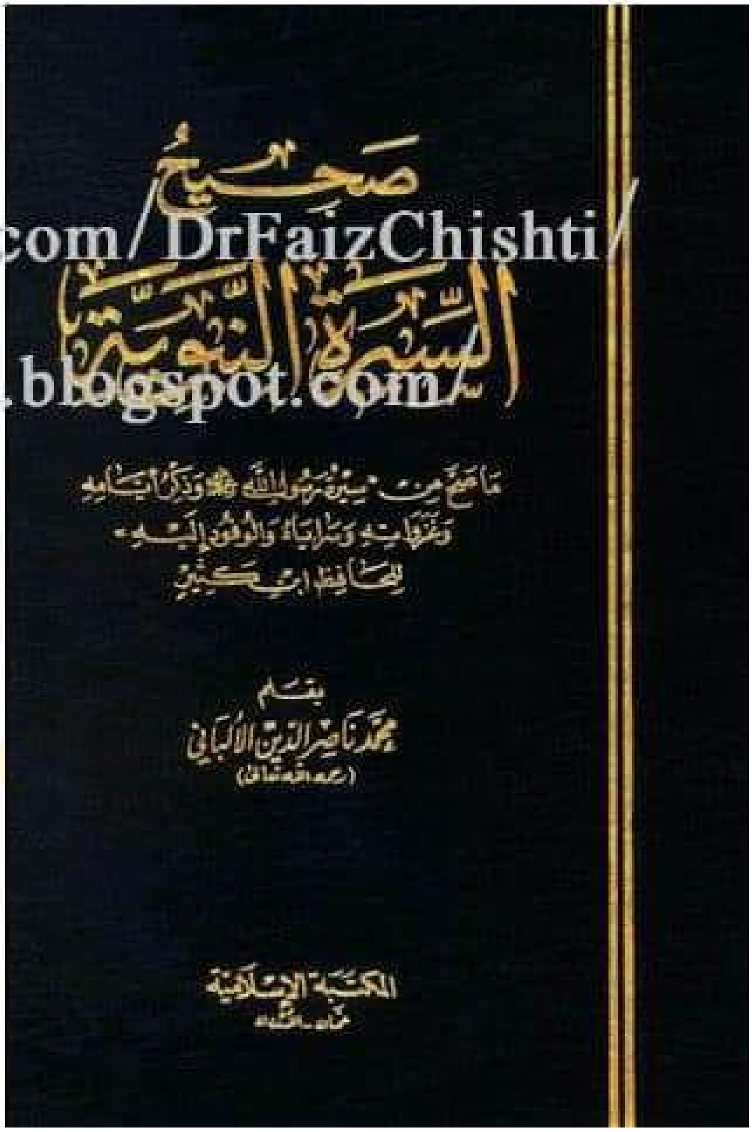
وفي الحديث الآتي (ص ١٦) : « . . . ورؤيا أمي الذي رأت حين حملت بي كأنه خرج منها نور أضاءت له قصور الشام»[٣] .

(١) قلت : وأما تاريخ يوم الولادة ؛ فقد ذكر فيه وفي شهره أقوال ذكرها ابن كثير في الأصل ، وكلها معلقة - بدون أسانيد - يمكن النظر فيها ووزنها بميزان علم مصطلح الحديث ؛ إلا قول من قال : إنه في الثامن من ربيع الأول ، فإنه رواه مالك وغيره بالسند الصحيح عن محمد بن جبير ابن مطعم ، وهو تابعي جليل ، ولعله لذلك صحح هذا القول أصحاب التاريخ واعتمدوه ، وقطع به الحافظ الكبير محمد بن موسى الخوارزمي ، ورجحه أبو الخطاب بن دحية ، والجمهور على أنه في الثاني عشر منه . والله أعلم .

(٢) قلت : ورواه الحاكم (٢/٦٠٣) عنه ، وقال : «صحيح على شرط الشيخين» . وهو كما قال ، ويقّص له الذهبي ، ويشهد له حديث قيس بن مخرمة قال : ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل ، فنحن لدان . أخرجه ابن إسحاق في «السيرة» (١/١٦٧) ، وعنه الحاكم وصححه على شرط مسلم ، ووافقه الذهبي ! وإنما هو حسن فقط .

(٣) أخرجه ابن إسحاق (١/١٧٥) ، وعنه الحاكم (٢/٦٠٠) ، وقال : «صحيح الإسناد» . ووافقه الذهبي .

قلت : وهو كما قالا ، وله شواهد خرجت بعضها في «سلسلة الأحاديث الصحيحة» (١٥٤٦) ، وصححه ابن حبان (٢٠٩٣) .



برصغیر کے مشہور غیر مقلد اہلحدیث عالم نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (شمامۃ العنبریہ صفحہ نمبر 7)

ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم
ربیع الاول عام فیل کو ہوئی جمہور علما کا قول یہی ہے ابن جوزی نے اسپر اتفاق
نقل کیا ہے مختار اہل حدیث یہ ہے کہ ہشتم ربیع الاول کو پیدا ہوئے قال القسطلانی
ابن عباس و جبیر بن مطعم بھی اسی طرف گئے ہیں مختار اہل معرفت تواریخ بھی یہی ہے
اسکو حمیدی و ابن حزم و قضاعی نے اختیار کیا ہے اول پیر کو اسپر اجماع ہے بعض نے
کہا دہم اور بعض نے کہا دوازدہم ماہ مذکور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے صحیح یہی ہے کہ
روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے بالاتفاق انتہی قتادہ انصاری
کہتے ہیں حضرت سے صوم دوشنبہ کا سوال کیا فرمایا ذلک یوم ولدت فیہ
و انزلت علی فیہ النبوۃ رواہ مسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو پیدا ہوئے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
پچھلی رات کو ستارہ پیدا ہوا اور اسکے سر و دوش کے درمیان ایک علامت
[illegible]
[illegible]

الشمامة العنبرية
من
مولد خير البرية
١٣٠٥ھ
تكريم المؤمنين بتقويم مناقب الخلفاء الراشدين
١٣٠٥ھ

تصنیف نواب والا جاہ سید محمد صدیق حسن خان مرحوم مغفور

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جمہور امت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ولادت 12 ربیع الاوّل کو پیر کے دن ہوئی۔۔۔

مِنَ الْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ إِلَى نُزُولِ الوَحْيِ

وِلادَةُ النَّبِيِّ ﷺ

وَفِي نَهَارِ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعٍ الأَوَّلِ مِنْ عَامِ الْفِيلِ وُلِدَ سَيِّدُ الْخَلْقِ مُحَمَّدٌ ﷺ فِي شِعْبِ بَنِي هَاشِمٍ بِمَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ.

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيرٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى: هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ وَاللهُ أَعْلَمُ[1].

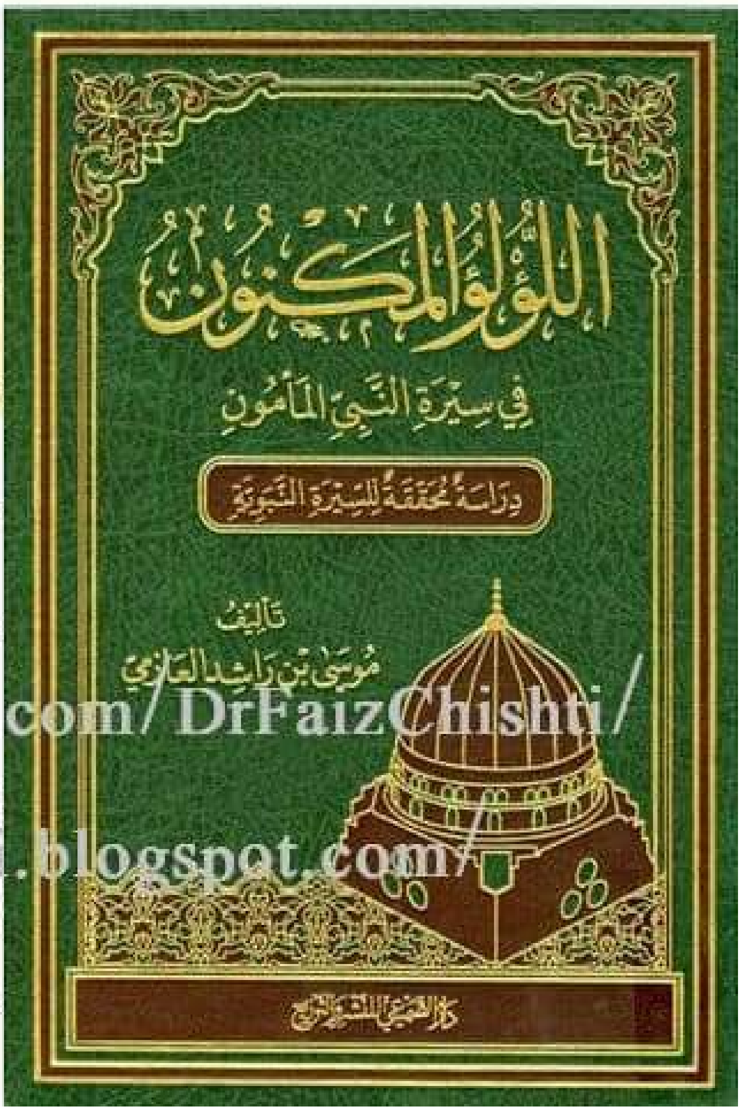
رَوَى الإِمَامُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ فَقَالَ: «فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ»[2].

وَرَوَى الإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضي الله عنه قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ[3].

وَكَوْنُهُ ﷺ وُلِدَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ فِيهِ حِكَمٌ مِنْهَا:

١ - مَا فِي شَرْعِهِ ﷺ مِنْ شَبَهِ زَمَنِ الرَّبِيعِ، فَإِنَّهُ أَعْدَلُ الْفُصُولِ، وَشَرْعُهُ أَعْدَلُ الشَّرَائِعِ.

(١) انظر البداية والنهاية (١/٢٦٢).
(٢) أخرجه الإمام مسلم في صحيحه. كتاب الصوم. باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة وعاشوراء والاثنين والخميس. رقم الحديث (١١٦٢) (١٩٨).
(٣) أخرجه الإمام أحمد في مسنده. رقم الحديث (١٧٨٩١). والترمذي في جامعه. رقم الحديث (٣٦١٩). وأورده الذهبي في السيرة النبوية (١/٣٣) وقال: إسناده حسن.



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے

من الولادة الكريمة إلى البعثة العظيمة

https://www.facebook.com/DrFaizChishti/

عبد الله وآمنة:

http://faizahmadchishti.blogspot.com/

الناس، وعبد الله واسطة العقد[1]، وزوّجه أبوه «آمنة» بنت وهب - سيد بني زهرة - وهي يومئذٍ أفضل امرأة في قريش نسباً وموضعاً[2].

ولم يلبث عبد الله أن مات، وأم رسول الله ﷺ حامل به وقد رأت من الآثار والآيات ما يدل على أن لابنها شأناً[3].

ولادته الكريمة ونسبه الزكي:

وولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين اليوم الثاني عشر من شهر ربيع الأول، عام الفيل (٥٧٠ المسيحي)[4] فكان أسعد يوم طلعت فيه الشمس.

(١) ابن هشام ق١، ص١٠٨.
(٢) سيرة ابن هشام، ق١، ص١١٠.
(٣) سيرة ابن هشام، ق١، ص١٥٨.
(٤) هذه هي الرواية المشهورة، وقد حقق العالم الفلكي الكبير محمود باشا المصري أن ولادته - صلى الله عليه وسلم - كانت يوم الإثنين التاسع من شهر ربيع الأول لأول عام من حادثة الفيل، ٢٠ ابريل سنة ٥٧١م.



علامہ ابوالحسن علی ندوی دیوبندی مکتبہ فکر دیوبند کے دوستوان کی مان لو؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

الوفا بأحوال المصطفى

للإمام أبي الفرج عبد الرحمن بن الجوزي

٥١٠ – ٥٩٧ هـ

صححه ... وعلق عليه

محمد زهري النجار

من علماء الأزهر الشريف

الجزء الأول

• قال ابن إسحق : ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين عام الفيل ، لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول .

• وقد روى عن الزهرى أنه قال : ولد بعد الفيل بعشر سنين ، ولا يصح .

وقال البراء ... ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ليلة الاثنين لثمان خلون من ربيع الأول ، يوم العشر من نيسان .

• وقال حسان بن ثابت : إنى لغلام يفعة ، ابن سبع سنين أو ثمان سنين ، إذا يهودى بيثرب يصرخ ذات غداة : يا معشر يهود .

فلما اجتمعوا قالوا : مالك ويلك ؟ !

قال : قد طلع نجم أحمد ، الذى ولد به هذه الليلة .

قال : فأدركه اليهودى ، فلم يؤمن

• عن حسان أيضاً قال : إنى لعلى فارع وهو أطم(١) ، فى السحر ،

فإذا يهودى على أطم من آطام المدينة معه شعلة من نار .

فاجتمع الناس إليه فقالوا : مالك ويلك !

فقال : هذا كوكب أحمد قد طلع ، هذا كوكب لا يطلع إلا بالنبوة ، ولم يبق من الأنبياء إلا أحمد .

منکرین میلاد تاریخ کے صرف بہانے بناتے ہیں اللہ انہیں ہدایت دے

امام ناصر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ
12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے۔ جامع الآثار 498

وجاء عن مجالِدٍ، عن الشعبيِّ.

وصحّحه الدمياطي فقال فيما أنبأونا عنه: والصحيح قولُ أبي جعفر.

وقيل: لِثِنْتَي عشرة خلتْ منه. وهو المشهور عند الجمهورِ.

ولم يذكر ابن إسحاق غيره[١].

وقاله ابن عبّاسٍ وغيرُه.

وذكَره أبو محمد بن حزم[٢].

وحكى ابن الجزّار الإجماعَ عليه. وفيه نظر، قاله مغلطاي فيما أنبأونا عنه[٣].

ورُوِيَ أبو بكر بن أبي شيبة، عن عفّان[٤]، عن سعيد بن ميناء، عن جابر وابن عبّاسٍ ﵄ قالا: وُلِدَ رسول الله ﷺ عام الفيل[٥] يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الأول[٦]، وفيه بُعث، وفيه عُرِجَ به السماء،

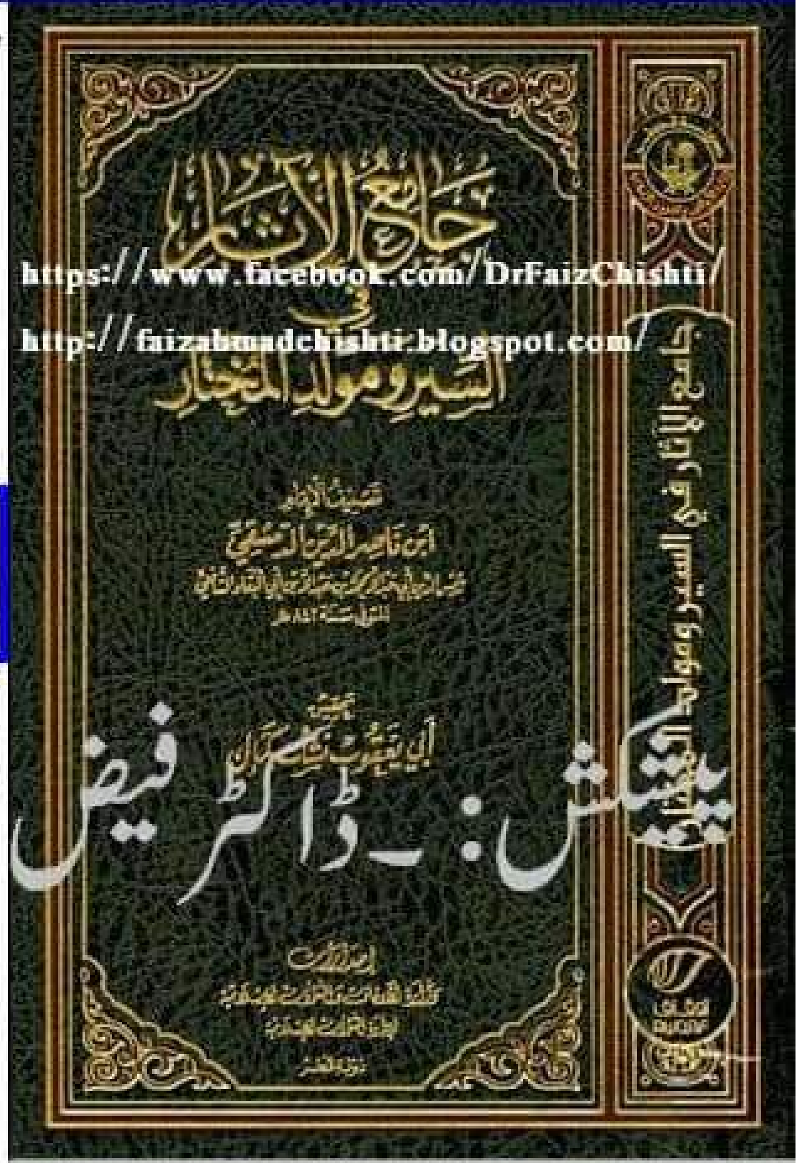
(١) راجع «السيرة النبوية» ١/ ١٥٨ لابن هشام.

(٢) «جوامع السيرة النبوية» (ص١١-١٢) لابن حزم.

(٣) «كذلك حكى ابن الجوزي الاتفاق على أن المولد في شهر ربيع الأول. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٥: وفيه نظر، فقد قيل في صفر، وقيل في ربيع الآخر، وقيل: في رجب، ولا يصح، وقيل: في شهر رمضان، وروي عن ابن عمر بإسناد لا يصح، وهو موافق لمن قال: إن أمه حملت به في أيام التشريق، وأغرب من قال: ولد في عاشوراء. اهـ.

(٤) وعزاه له ابن كثير في «البداية والنهاية» ٣/ ٣٧٥ ولم يروه أقف عليه في «المصنف».

(٥) وهذا قول الجمهور: أن الولادة كانت عام الفيل، [illegible] الاتفاق عليه، وقال: كل قول يخالفه وهم. قال القسطلاني في «المواهب» ١/ ٢٤٤: والمشهور أنه ولد بعد عام الفيل بخمسين يومًا وإليه ذهب السهيلي في جماعة.. قال: والمشهور أنه بعد عام الفيل؛ لأن قصة الفيل كانت توطئة لنبوته وتقدمة



نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول پیر کے دن پیدا ہوئے
امام ابن ہشام امام ابن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں

آمنة بنت وهب تحمل برسول الله ﷺ:

فزعموا أنه دخل عليها حين أملكها مكانه فوقع عليها، فحملت برسول الله ﷺ، ثم خرج من عندها، فأتى المرأة التي عرضت عليه ما عرضت، فقال لها: ما لك لا تعرضين علي اليوم ما كنت عرضت علي بالأمس؟ قالت له: فارقك النور الذي كان معك بالأمس، فليس لي بك اليوم حاجة، وقد كانت تسمع من [illegible]

قال ابن إسحاق: وحدثني أبي إسحاق بن يسار أنه حُدِّث: أن عبد الله إنما دخل على امرأة كانت له مع آمنة بنت وهب، وقد عمل في طين له، وبه آثار من الطين، فدعاها إلى نفسه، فأبطأت عليه لما رأت به من أثر الطين، فخرج من عندها، فتوضأ وغسل ما كان به من ذلك الطين، ثم خرج عامداً إلى آمنة، [illegible]

وحلت على آمنة فذهبت بها.

قال ابن إسحاق: فزعموا أن امرأته تلك كانت تحدث أنه مر بها وبين عينيه غرة مثل غرة الفرس، قالت: فدعوته رجاء أن تكون تلك بي، فأبى علي، ودخل على آمنة، فأصابها، فحملت برسول الله ﷺ.

فكان رسول الله ﷺ أوسط قومه نسباً، وأعظمهم شرفاً، من قبل أبيه وأمه، ﷺ.

رؤيا آمنة:

ويزعمون - فيما يتحدث الناس، والله أعلم - أن آمنة ابنة وهب أم رسول الله ﷺ كانت تحدث أنها أتيت - حين حملت برسول الله ﷺ - فقيل لها: إنك قد حملت بسيد هذه الأمة، فإذا وقع إلى الأرض فقولي: أعيذه بالواحد، من شر كل حاسد، ثم سميه محمداً. ورأت - حين حملت به - أنه خرج منها نور رأت به قصور بصرى من أرض الشام.

وفاة عبدالله أبي النبي ﷺ:

[illegible]

ولادة رسول الله ﷺ

زمان ولادة النبي ﷺ:

قال: حدثنا أبو محمد عبدالملك بن هشام، قال: حدثنا زياد بن عبدالله البكائي، عن محمد بن إسحاق المطلبي، قال: وُلد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل.

قال ابن إسحاق: وحدثني المطلب بن عبدالله بن قيس بن مخرمة، عن أبيه، عن جده قيس بن مخرمة، قال: وُلدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل، فنحن لِدَتان.

قال ابن إسحاق: وحدثني صالح بن إبراهيم بن عبدالرحمن بن عوف، عن يحيى بن عبدالله بن عبدالرحمن بن أسعد بن زرارة الأنصاري، قال: حدثني من شئت من رجال قومي، عن حسان بن ثابت،



12 ربیع الاول پیر کے دن نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔ علماء عرب کی تحقیق

٣- ضلال الجاهلية وفقدهم لمصدر الحق (الوحي) ولهذا يرجعون عند المشكلات إلى الكهان والعرافين، وإلى الاستقسام بالأزلام والقداح، وهي وسائل لا توصل إلى الحق.

٤- ضعف العرب أمام أبرهة وجنوده، بسبب انحرافهم العقدي الذي أفقدهم [illegible] والإ[illegible]

٥- حادثة الفيل وإهلاك الله للظالمين، مقدمة وآية بين يدي البعثة النبوية، وإظهار لمكانة الحرم وحماية الله له.

مولده ورضاعة ﷺ:

حملت آمنة بنت وهب برسول الله ﷺ، وتوفي والده عبد الله في يثرب وأمه حامل به[١]. وولدته أمه في مكة عام الفيل في شهر ربيع الأول يوم الاثنين، هذا هو المتفق عليه بين الرواة والعلماء، وتسمية يوم ولادته ورد فيه حديث في صحيح الإمام مسلم، عن أبي قتادة رضي الله عنه أن أعرابيا قال: يارسول الله ماتقول في صوم يوم الاثنين؟ فقال: ((ذاك يوم ولدت فيه، وأنزل عليّ فيه))[٢].

وأما تاريخ يوم ولادته من شهر ربيع الأول ففيه أقوال كثيرة، ذكر ابن كثير منها يوم الثاني، ويوم الثامن، ويوم العاشر، ويوم الثاني عشر، ويوم السابع عشر، ويوم الثاني والعشرين[٤].

والمشهور: الثاني عشر من ربيع الأول وهذا يوافق ٢٠ من شهر أبريل (نيسان) عام

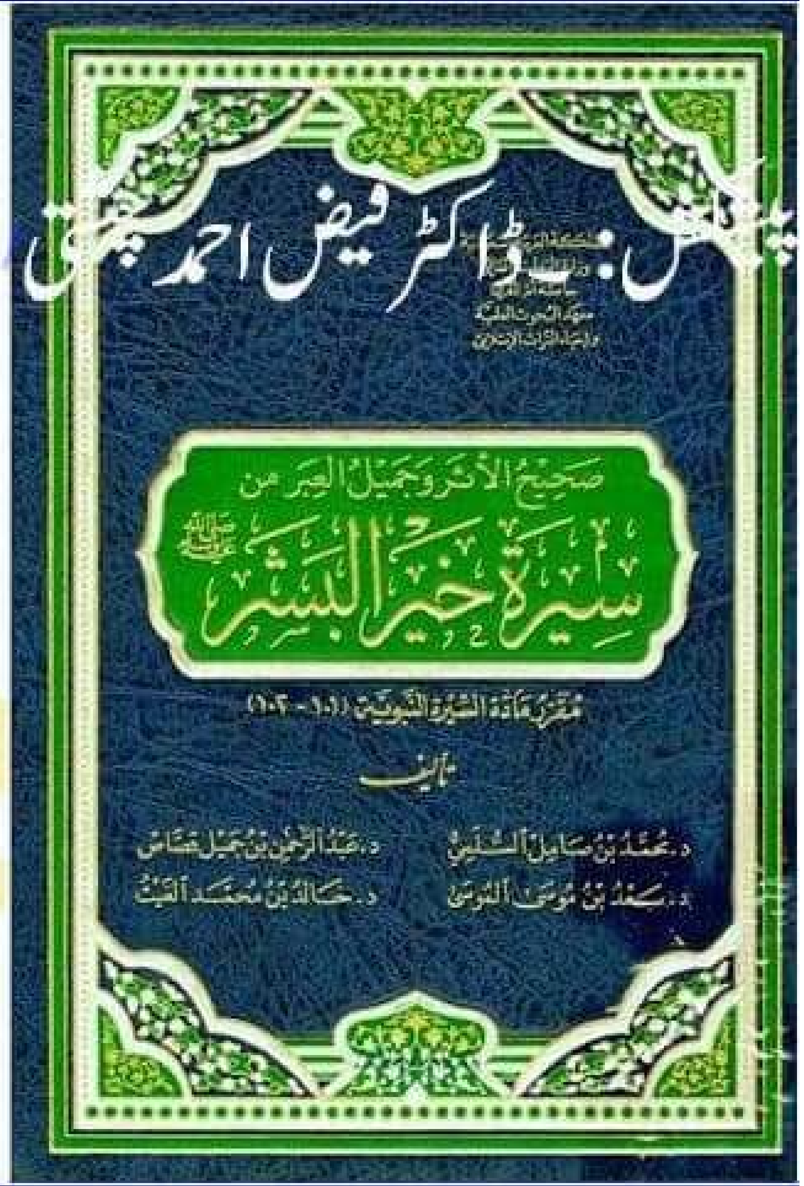
---

(١) انظر: سيرة ابن هشام ١/ ١٣٦.

(٢) صحيح مسلم، كتاب الصيام، ٢/ ٨١٩.

(٣) عبدالملك العصامي المكي، سمط النجوم العوالي ١/ ٢٤٧، ٢٤٨.

(٤) ابن كثير، السيرة النبوية ١/ ٩٩.



12 کے منکرین سے گذارش تم جس تاریخ کو مانتے ہو اسی کو میلاد منایا کرو

نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ الدکتور اکرم ضیاء العمری

أن أمه أوقفته على بقايا روث فيل أبرهة وقد تغير لونها ، وكان يعقل حيث ولد قبل الفيل بسنوات يسيرة[٢] .

إن القرائن التأريخية المحتفة بالروايات التي تفيد مولد النبي ﷺ عام الفيل قوية ، ويرى ابن القيم ويتابعه القسطلاني أن مولد النبي كان في عام الفيل بعد حادثة الفيل ، لأن قصة الفيل توطئة وإرهاص لظهوره ، حيث دفع الله نصارى الحبشة عن الكعبة دون حمل من العرب المشركين تعظيماً لبيته[٣] .

وقد اختلف المؤرخون في تاريخ يوم مولده وشهره فذهب ابن إسحاق إلى أنه ولد لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول[٤] . وذهب الواقدي إلى أنه ولد لعشر ليال من شهر ربيع الأول[٥] وذهب أبو معشر السندي إلى أنه ولد لليلتين خلتا من شهر ربيع الأول[٦] . وابن إسحق أوثق الثلاثة .

صفة حمل آمنة به :

لقد رويت قصص وأخبار حول صفة حمل آمنة به ، وأنها لم تر أخفّ ولا أيسرّ منه ، وأنها كانت تلبس التعاويذ من حديد فيتقطع ، وأنها رأت في منامها بشارة بجليل مقامه ، وأمرت بتسميته بمحمد ، ورأت عند استيقاظها صحيفة

---

(١) سيرة ابن هشام ١/٥٧ وخليفة : التاريخ ٥٣ بسند حسن .

(٢) الترمذي : سنن ٥/٥٨٩ وقال : وهذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق [illegible] الحاكم : المستدرك ٢/٦٠٣ و٣/٥٦٦ [illegible] وهذا حديث صحيح على شرط مسلم [illegible]

(٤) ابن هشام : السيرة ١/١٦٦ [illegible]

(٥) ابن سعد : الطبقات [illegible] ١٠٠ - ١٠١ بإسناده إلى أبي جعفر [illegible] علي الباقر ، والواقدي عالم بالمغازي متروك في رواية الحديث

وأبو معشر بصير في المغازي ضعيف في الحديث - فيما يقول النقدة -

السيرة النبوية الصحيحة

محاولة لتطبيق قواعد المحدثين في نقد روايات السيرة النبوية

تأليف

الدكتور أكرم ضياء العمري

تاریخ ولادت کو متنازعہ بنانے والو جمہور امت 12 ربیع الاول پر متفق ہے

نبی کریم ﷺ کے وصال کے متعلق بارہ (12) ربیع الاوّل جو مشہور چلا آرہا ہے یہ بات غلط ہے نبی کریم ﷺ کا یوم وصال بارہ کو نہیں 2 ربیع الاول کو ہوا کتابت کی غلطی سے بارہ ہوا۔ (سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 104 دیوبند

در نماز خم ابروے تو چو یاد آمد

حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔ اور اس

[illegible]

واصل ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صحیح بخاری کی روایات کے مطابق اس وقت حضور ﷺ کی عمر

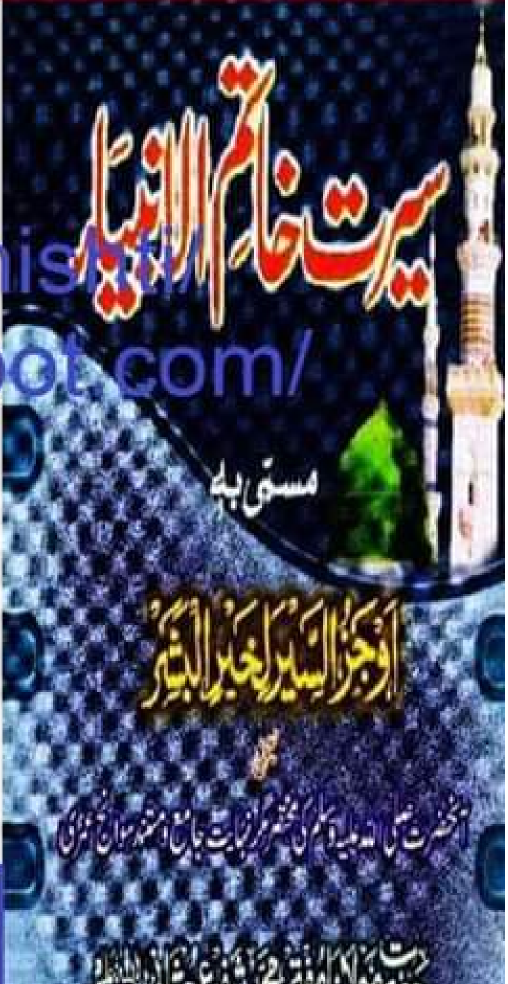
شریف تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔

آپ ﷺ کے آخری کلمات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دوران میں کبھی کبھی آپ ﷺ چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر فرماتے تھے کہ یہود ونصاری پر اس لئے خدا کی لعنت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے غرض یہ تھی کہ مسلمان اس سے بچیں (بخاری ص ۱۰۵)

اور رسول اللہ ﷺ نے آخری کلمات میں جس چیز سے ڈرایا تھا وہ بھی آج مسلمانوں نے نہ چھوڑا اور

تاریخ وفات میں مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع اول کو واقع ہوئی ہے اور یہی جمہور مؤرخین لکھتے چلے آتے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔



میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر بارہ ربیع الاوّل کو یومِ وصال کہنے والوں کے بانی مذہب کے بیٹے لکھتے ہیں: تاریخ وصال النبی ﷺ 12 ربیع الاول نہیں ہے بلکہ 9 ربیع الاوّل ہے۔ (مختصر سیرت رسول صفحہ نمبر 26)

آپ ﷺ کی ولادت اور وفات

اِس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ ﷺ حادثۂ فیل کے سال مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے گھر اور اس کے رسول ﷺ کی عظمت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ ورنہ ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کرنے والے اہلِ کتاب تھے اور اُن کا دین اہلِ مکہ کے دین سے بہرحال بہتر تھا کیونکہ اِنھوں نے بُت پرستی کو اپنا دین بنا لیا تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی اس طرح نصرت فرمائی، کہ اس میں انسانی عمل کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ سب کچھ پردۂ غیب سے نبی کریم ﷺ (جو مکہ معظمہ میں پیدا ہونے والے تھے) کے اکرام اور بیت الحرام کی تعظیم کے لیے ظہور پذیر ہوا۔

آپ ﷺ پیر کے دن ۹ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے، اِس قول کو پسند کیا گیا ہے۔ بعض نے آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش دس اور بعض نے ۱۲ ربیع الاوّل بتائی ہے۔ اور آپ ﷺ ربیع الاوّل کے کچھ دن گزرنے کے بعد پیر کے دن شرفِ نبوت سے مشرف ہوئے اور بعض نے کہا، ۹ ربیع الاوّل کو آپ ﷺ کا انتقال ہوا۔

آپ ﷺ کے ساتھ عبدالمطلب میں ابوطالب کے بیٹوں، علی، جعفر، عقیل نیز عباس، حارث اور ابولہب کی اولاد آکر ملتی ہے۔

اور عبد مناف میں [illegible] مطلب اور عبدالمطلب اور [illegible] آپ ﷺ [illegible]

اور قصی میں آپ ﷺ کے ساتھ عبدالعزیٰ اور عبدالدار کی اولاد جمع ہوتی ہے اور نضر بن حارث [illegible]

قبیلۂ عبدالدار [illegible]

نوفل ——— قبیلۂ عبدالعزیٰ کے مشاہیر نامدار ہیں۔

اور کلاب میں آپ ﷺ کے ساتھ زہرہ بن کلاب کی اولاد جمع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اِسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

سلسلۂ مطبوعات (۱۵)

مختصر سیرۃ الرسول ﷺ

اردو ترجمہ

تالیف

الامام الاعلام الشیخ عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

[illegible]

محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور

رئیس

جامعۃ العلوم الاثریہ

جہلم پاکستان

میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر بارہ ربیع الاوّل کو یومِ وصال کہنے والوں کے بانی مذہب کے بیٹے لکھتے ہیں: تاریخ وصال النبی ﷺ 12 ربیع الاول نہیں ہے بلکہ 8 ربیع الاوّل ہے۔ (مختصر سیرت رسول صفحہ 9)

وقيل لعشر منه ، وقيل لاثنتى عشرة خلت منه . ونُبِّئَ يوم الإثنين لأيام خلت من ربيع [1] ، ومات لثمان خلون من ربيع الأول

وفى عبد المطلب يجتمع معه بنو على وبنو جعفر و [بنو عقيل[2]] بنو أبى طالب ، وبنو العباس وبنو الحارث وبنو أبى لهب

وفى عبد مناف يجتمع معه [بنو أمية[1]] وسائر بنى عبد شمس ، وبنو المطلب وبنو نوفل

وفى قُصَىّ يجتمع معه عليه السلام بنو عبد العزّى وبنو عبد الدار ، منهم حَجَبَة الكعبة ، ومنهم النضر بن الحارث . ومن بنى عبد العزّى الزبير بن العوام وخديجة وورقة بن نوفل

وفى كلاب يجتمع معه عليه السلام بنو زهرة بن كلاب ، وأمه منهم ، ومنهم سعد بن أبى وقاص وعبد الرحمن بن عوف

وفى مُرّة يجتمع معه عليه السلام بنو تَيم بن مرة وبنو مخزوم بن يَقَظة بن مرة فمن بنى تيم بن مرة أبو بكر الصديق وطلحة بن عبيد الله . ومن بنى مخزوم خالد بن الوليد وأبو جهل بن هشام .

وفى كعب يجتمع معه عليه السلام بنو عدىّ بن كعب ، ومنهم عمر بن الخطاب وسعيد [illegible]

مثله فى العداوة لرسول الله ، وبنو سهم ومنهم عمرو بن العاص

وفى لؤى يجتمع معه عليه السلام بنو عامر بن لؤى ، ومنهم عمرو بن عبد ود فارس العرب الذى قتله على بن أبى طالب ، ومنهم سهيل بن عمرو

وفى غالب يجتمع بنو تيم الأدْرَم ، والأدرم الناقص . وفى فهر يجتمع معه بنو محارب وبنو الحارث ابنى فهر ، ومن بنى الحارث بنو الخلج ومنهم أبو عبيدة بن الجراح[2] . وفهر

---

(١) الأصل مخزوم

(٢) أبو عبيدة من بنى ضبة بن الحارث ، والخلج ينتسبون إلى إخوتهم بنى قيس ابن الحارث

مختصر سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم

تأليف

الإمام ، بدر الأعلام

الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب

المتوفى بمصر سنة ١٢٤٢ هـ

نشره
قصي محب الدين الخطيب

تاریخ وفات نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو 12 ربیع الاوّل مشہور ہے غلط ہے کسی صورت درست نہیں ہے۔ (نشر الطیب قدیم ایڈیشن صفحہ 232 علامہ تھانوی دیوبندی)

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں
پھر انکی عورتیں پھر تم اور لوگوں نے عرض کیا کہ قبر میں کون اُتاریگا آپ نے فرمایا
میرے اہل بیت اور انکے ساتھ ملائکہ ہونگے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا
اور سند بہت ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کو
نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسم
... کا ابتہال تھا قریب تھا
کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے
دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ ... لگنے

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے
روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول
سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت
و وحشت کہ بعضوں کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش میں نہ رہے بعضے احکام
متعلق خاص آپ کے غسل وکفن وصلوٰۃ ودفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو
آپ کو قیاس اسلیے نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتیں
واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص اسلیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی
طرح اسکو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاویں
گو مستقل مزاج مخصوصین ومقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

۱۵ اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی
اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہوکر بارھویں ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

قیمت مجلد ...

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

مطبع انتظامی کانپور میں طبع ہوئی

حکیم الامت دیوبند لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم کا یوم وصال جو 12 ربیع الاوّل مشہور ہے یہ غلط ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ (نشر الطیب صفحہ 241 مطبوعہ تاج کمپنی)

وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر دی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے گھر والے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کن کپڑوں میں دیں فرمایا میرے [illegible] [illegible] کپڑوں میں یا یمانی چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھے گا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر ان کی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اتارے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ ملائکہ ہوں گے طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جب کہ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاویں گے اس وقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

یہ تھی آخر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول میں اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ



حکیم الامتِ دیوبند لکھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلّم کا یوم وصال جو 12 ربیع الاوّل مشہور ہے یہ غلط ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر 215)۔ فیصلہ خود کیجیے کون سچا اور کون جھوٹا؟

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات[1] آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت بروز دو شنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبہ حیرت و وحشت کے بعض کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا [illegible] بعض احکام [illegible] خاص آپ کے [illegible]
نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتیں واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص اس لیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اس کو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اس کا نام بھی زبان پر لائیں گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ کرام نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا۔ چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جدا فکر تھی اور واقع میں یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اس پر مجتمع و متفق ہو جانے پر' کچھ دیر اس میں لگی پھر نماز آپ کی لوگوں نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اس میں جماعت نہ ہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اس میں دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اس لیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرف یاب ہو جائیں۔

ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن میں توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہار شنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوم منگل میں دفن ہوئے اور ایک تیسری روایت میں ہے کہ یوم بدھ میں دفن ہوئے مگر یہ دونوں روایتیں بھی پہلی روایت پر محمول ہیں اس طرح سے کہ عرب کے حساب میں رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہہ دیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہیں پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم منگل کہہ دیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا

(1) اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دو شنبہ ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دو شنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

نشرُ الطّیب

فی

ذکرِ النبیِّ الحبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم الاُمّۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالےٰ

ولادت: ۱۲۸۰ھ، وفات: ۱۳۶۲ھ

مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

بارہ (12) ربیع الاوّل یوم وفات النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم غلط ہے نہ جانے یہ کہاں سے مشہور ہو گیا کسی صورت 12 وفات نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت جلد 8 صفحہ 262)

(۳۲۶) مقابلہ میں حدود شرعیہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں مقام پر بدعتی لوگ اہل حق کے مدرسہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور آئے دن چندہ دہندگان کو زبانی اور اشتہاروں کے ذریعہ سے بہکاتے رہتے ہیں میں ان کو جواب دیتا رہتا تھا لیکن حضرت سے جب دریافت کیا گیا حضرت نے منع فرمایا اب ان کی قوت بڑھتی جاتی ہے فرمایا کہ مجھ سے ضرورت کا اظہار نہیں کیا گیا تھا ویسے ہی ایک سوال تھا۔ میں نے فضول مشغلہ سمجھ کر منع کر دیا تھا کیونکہ طلب حق میں عبث سم قاتل ہے اب آپ کے [illegible] موافق۔ مقابلہ کیجئے بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھئے البتہ ایک بات ضروری یاد رکھنے کی ہے کہ مقابلہ [illegible] ہر کام کا مقصود رضاء حق ہونا چاہیے اگر اس کا خیال رکھا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی برکت ہوگی۔ میری طرف سے اجازت ہے گو اپنے مسلک اور مذاق کے تو خلاف ہی ہے۔

(۳۲۷) رضا ہمیشہ دائمی رہتی ہے

ایک شخص کے خط کے جواب کے سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ رضاء دائمی کی دعاء فرما دیجئے فرمایا کہ رضاء میں دائم کی قید کیسی۔ رضاء تو دائم ہی ہوتی ہے وہ راضی ہو کر پھر ناراض نہیں ہوتے سبحان اللہ کیسی کام کی بات فرمائی یہ حضرات حکیم تھے جوابات فرماتے تھے جامع اور مانع ہوتی تھی۔

(۳۲۸) مشہور تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاول غلط ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ربیع الاول کی بارہ غلط مشہور ہے۔ نویں تاریخ کو حضورؐ نے حج کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اسی سال وفات ہوئی اور دوشنبہ کو ہوئی۔ یہ مقدمات سب متواتر اور قطعی ہیں اب اس کے بعد کوئی حساب ایسا نہیں ہو سکتا جس سے دوشنبہ کو بارہ ربیع الاول ہو خدا معلوم یہ کہاں سے مشہور ہو گیا۔

(۳۲۹) تربیت السالک کی اشاعت پر اظہار تشکر

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب تربیت

بسلسلہ

ملفوظات حکیم الامت

جلد ۸

الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مجالس اور اسفار نشست و برخاست میں بیان فرمودہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیائے عظام رحمہم اللہ کے تذکروں، عاشقان الٰہی ذوالاحترام کی حکایات و روایات دین برحق مذہب اسلام کے احکام و مسائل جن کا ہر ہر فقرہ حقائق و معانی کے عطر سے معطر، ہر لفظ صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا، ہر کلمہ شراب عشق حقیقی میں ڈوبا ہوا، ہر جملہ اصلاح نفس و اخلاق، نکات تصوف اور مختلف علمی و عملی، عقلی، نقلی، معلومات و تجربات کے بیش بہا خزائن کا دفینہ ہے۔ جن کا مطالعہ آپ کی پر بہار مجلس کا نقشہ آج بھی پیش کر دیتا ہے

ادارۂ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بارہ، 12، ربیع الاوّل یوم وفات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غلط ہے نہ جانے یہ کہاں سے مشہور ہو گیا کسی صورت 12 وفات نہیں (ملفوظات حکیم الامت جلد 8 صفحہ 262 علامہ تھانوی دیوبندی)

(۳۲۶) مقابلہ میں حدودِ شرعیہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں مقام پر بدعتی لوگ اہل حق کے مدرسہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور آئے دن چندہ دہندگان کو زبانی اور اشتہاروں کے ذریعہ سے بہکاتے رہتے ہیں میں ان کو جواب دینے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن حضرت سے جب دریافت کیا گیا حضرت نے منع فرمایا اب ان کی قوت بڑھتی جاتی ہے فرمایا کہ مجھ سے ضرورت کا اظہار نہیں کیا گیا تھا ویسے ہی ایک سوال تھا۔ میں نے فضول مشغلہ سمجھ کر منع کر دیا تھا کیونکہ طلب حق میں عبث سم قاتل ہے اب آپ کے بیان [illegible] معلوم ہوئی [illegible] قوت اور وسعت کے موافق۔ مقابلہ کیجئے بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھئے البتہ ایک بات ضروری یاد رکھنے کی ہے کہ مقابلہ میں حدود شرعیہ کا لحاظ رکھا جائے۔ ہڑبونگ نہ ہو نہ حدود سے تجاوز ہو۔ اس لئے کہ مسلمان کے ہر کام کا مقصود رضاء حق ہونا چاہیے اگر اس کا خیال رکھا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی برکت ہوگی۔ میری طرف سے اجازت ہے گو اپنے مسلک اور مذاق کے تو خلاف ہی ہے۔

(۳۲۷) رضا ہمیشہ دائمی رہتی ہے

ایک شخص کے خط کے جواب کے سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ رضاء دائمی کی دعاء فرما دیجئے فرمایا کہ رضاء میں دائم کی قید کیسی۔ رضا تو دائم ہی ہوتی ہے وہ راضی ہو کر پھر ناراض نہیں ہوتے سبحان اللہ کیسی کام کی بات فرمائی یہ حضرات حکیم تھے جوابات فرماتے تھے جامع اور مانع ہوتی تھی۔

(۳۲۸) مشہور تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاول غلط ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ربیع الاول کی بارہ غلط مشہور ہے۔ نویں تاریخ کو حضور نے حج کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اسی سال وفات ہوئی اور دوشنبہ کو ہوئی۔ یہ مقدمات سب متواتر اور قطعی ہیں اب اس کے بعد کوئی حساب ایسا نہیں ہو سکتا جس سے دوشنبہ کو بارہ ربیع الاول ہو خدا معلوم یہ کہاں سے مشہور ہو گیا۔

(۳۲۹) تربیت السالک کی اشاعت پر اظہار تشکر

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب تربیت

بسلسلہ

ملفوظاتِ حکیم الاُمّت

جلد ۸

الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مجالس اور اسفار نشست و برخاست میں بیان فرمودہ انبیاء کرام علیہم السلام اولیائے عظام رحمہم اللہ کے تذکروں عاشقان الٰہی ذوالاحترام کی حکایات و روایات دین برحق مذہب اسلام کے احکام و مسائل جن کا ہر ہر فقرہ حقائق و معانی کے عطر سے معطر ہر لفظ صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا ہر کلمہ شراب عشق حقیقی میں ڈوبا ہوا ہر جملہ اصلاح نفس و اخلاق نکات تصوف اور مختلف علمی و عملی، عقلی، نقلی، معلومات و تجربات سے بیش بہا خزائن کا دفینہ ہے جن کو مطالعہ آپ کی نظر میں ہر مجلس کا نقشہ آج بھی پیش کر دیتا ہے

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یوم ولادت 12 ربیع الاوّل ہے اور اس پر اجماع ہے 9 ربیع الاوّل کا قول جمہور امت کے خلاف ہے۔(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 12، 13 مفتی دیوبند)

2

وقت کشتی نوح علیہ السلام کی حفاظت کا راز ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔ ادھر دنیا کے بت کدہ میں آفتاب نبوت کا ظہور ہوتا ہے ادھر ملک فارس کے کسریٰ کے محل میں زلزلہ آتا ہے جس سے اس کے چودہ کنگرے گر جاتے ہیں بحیرہ ساوہ ملک فارس کا ایک دریا دفعۃً خشک ہو جاتا ہے فارس کے آتش کدہ کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے بجھی نہ تھی خود بخود سرد ہو جاتی ہے (سیرت مغلطائی صفحہ ۵)

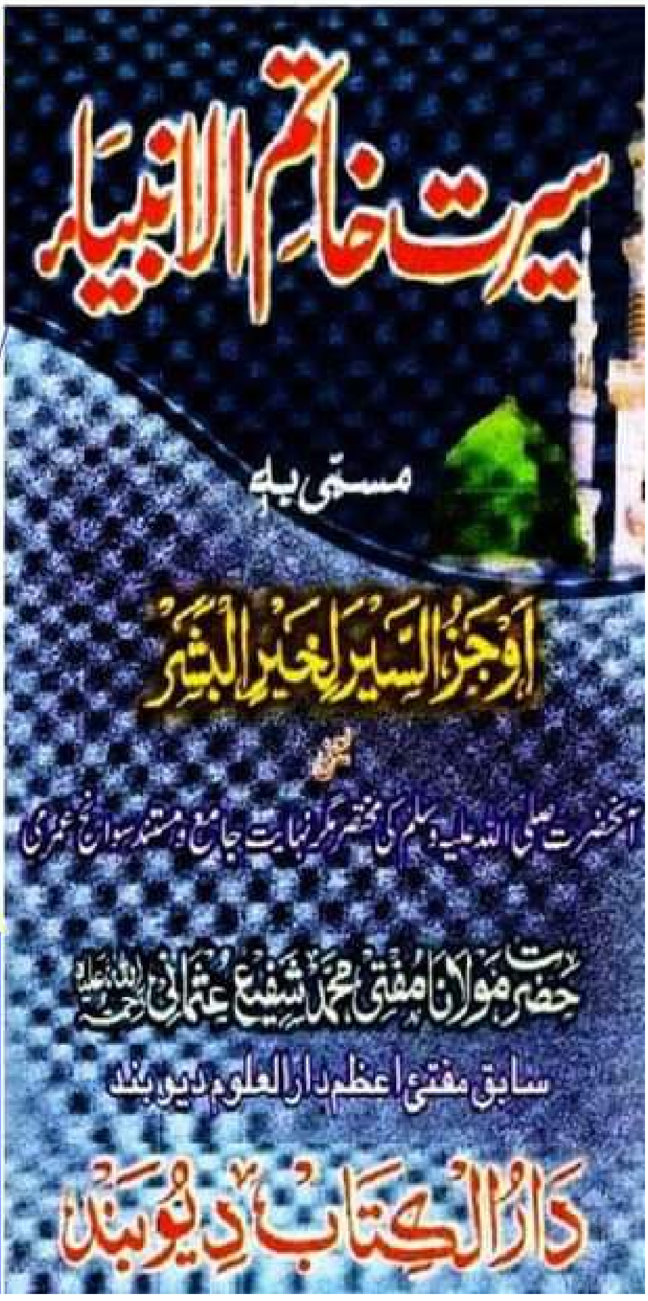
اور یہ درحقیقت آتش پرستی اور ہر گمراہی کے خاتمہ کا اعلان اور فارس اور روم کی سلطنتوں کے زوال کی طرف اشارہ ہے۔ بیع اہل تحقیق کہتے ہیں ہے کہ ولادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف دیکھا۔(مواہب لدنیہ)

آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات

آنحضرت ﷺ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد عبداللہ کو ان کے والد عبدالمطلب نے حکم کیا کہ مدینہ طیبہ سے کھجوریں لائیں۔ عبداللہ آپ ﷺ کو بصورت حمل چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً وہیں ان کی وفات ہو گئی اور والد کا سایہ پیدائش سے پہلے ہی سر سے اٹھ گیا۔(سیرت مغلطائی صفحہ ۶)

اسی میں اختیار کیا گیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلافات مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بنا پر کی جائے (کذا فی المواہب)۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا انتقال آپ کی ولادت کے بعد ہوا یہ جب کہ آپ کی عمر سات مہینے تھی۔ لیکن زاد المعاد میں ابن قیم نے اس قول کو مرجوح قرار دیا ہے ۱۲۔ زاد المعاد صفحہ ۲ جلد ۱۔



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا یوم ولادت 12 ربیع الاوّل ہے اور اس پر اجماع ہے 9 ربیع الاوّل کا قول جمہور امت کے خلاف ہے۔ (سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 12، 13 مفتی دیوبند)

1

تجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ آیا تھا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ واقعہ فیل ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوا جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پانچ سو اکہتر سال بعد ہوئی۔

امام حدیث ابن عساکر نے دنیا کی مجمل تاریخ اس طرح لکھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت [illegible] علیہ السلام تک ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کا اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک پانچ سو [illegible] علیہ السلام تک ایک ہزار تین سو چھپن اور عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء ﷺ کے درمیان چھ سو برس کا فاصلہ گزرا ہے اس حساب سے ہمارے رسول مقبول ﷺ تک پانچ ہزار بیس سال ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی مشہور قول کے مطابق چالیس کم ایک ہزار سال ہوئی ہے اس لئے آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے تقریباً چھ ہزار سال یعنی ساتویں ہزار سال میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ رونق افروز ہوئے (تاریخ ابن عساکر محمد بن اسحاق صفحہ ۱۹، ۲۰ جلد ۱)۔

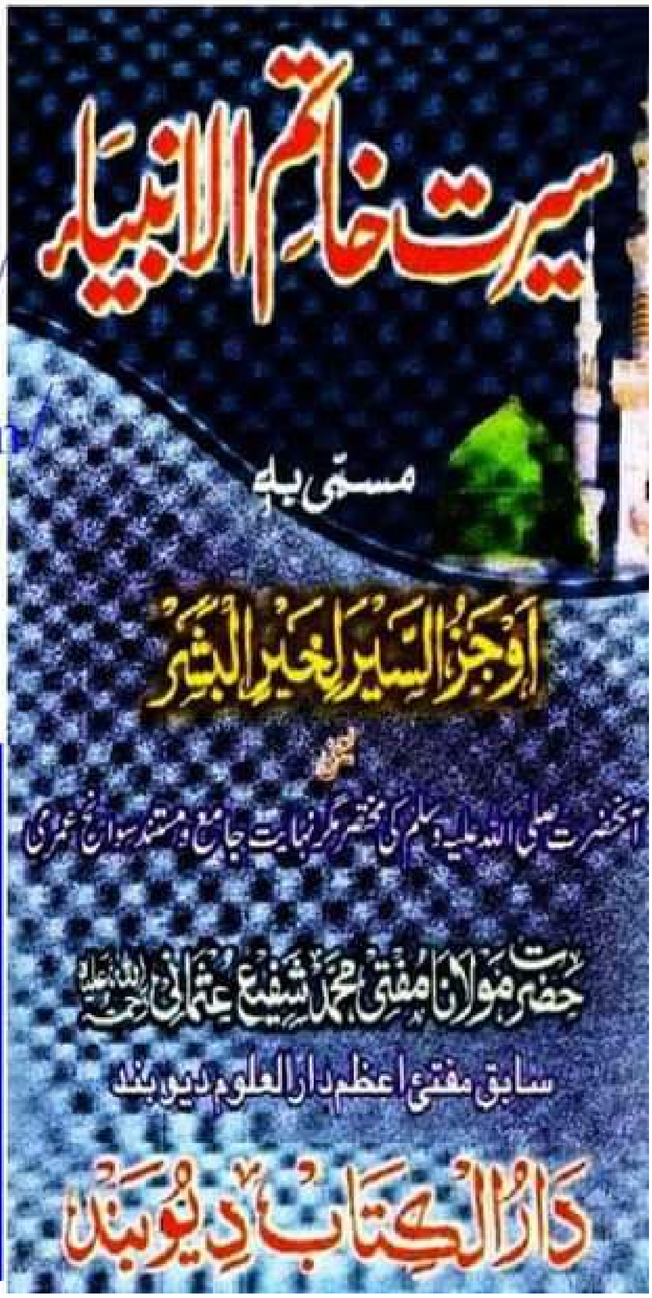
الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ[3] روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم علیہ السلام اور اولاد آدم

---

[1] دروس التاریخ اسلامی صفحہ ۱۱۳ للشیخ لام امت۔

[2] اس تفصیل سے متعلق اور بھی مختلف اقوال ہیں لیکن ابن عساکر نے اس کو صحیح فرمایا ہے (صفحہ نمبر ۱۲ جلد ۱)

[3] اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی لیکن تاریخ کی تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں 'دوسری' آٹھویں' دسویں' بارھویں' حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا ہے مگر مشہور قول بارھویں تاریخ ہے یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن



نبی کریم ﷺ کے وصال کے متعلق بارہ (12) ربیع الاوّل جو مشہور چلا آرہا ہے یہ بات غلط ہے نبی کریم ﷺ کا یوم وصال بارہ کو نہیں 2 ربیع الاول کو ہوا کتابت کی غلطی سے بارہ ہوا۔ (سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 104 دیوبند

در نماز خم ابروے تو چو یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔ اور اس

[illegible]

واصل ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون صحیح بخاری کی روایات کے مطابق اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔

آپ ﷺ کے آخری کلمات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دوران میں کبھی کبھی آپ ﷺ چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر اس لئے خدا کی لعنت آتی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے غرض یہ تھی کہ مسلمان اس سے بچیں (بخاری ص ۱۰۵)

آہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کلمات میں جس چیز سے ڈرایا تھا وہ بھی آج مسلمانوں نے نہ چھوڑا اور

تاریخ وفات میں مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع اول کو واقع ہوئی ہے اور یہی جمہور مؤرخین لکھتے چلے آتے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



مشہور غیر مقلد وہابی امیر حمزہ صاحب لکھتے ہیں: اکثر کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ بارہ (12) پیر کے دن پیدا ہوئے اس روایت کی اسناد حسن لذاتہ ہیں۔ (سیرت کے سچے موتی صفحہ نمبر 51، 52 امیر حمزہ)

تاریخ پیدائش:

آپ ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں

51

سیرت کے سچے موتی

اور اکثر کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارھویں رات کو پیدا ہوئے۔

[ابن هشام : ١٨٣/١، اسناده حسن لذاته من قول ابن اسحاق، البداية والنهاية : ٦٦٣/١۔ دلائل النبوة للبيهقي : ٧٤/١ إسناده حسن لذاته]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔''

[طبقات ابن سعد : ٨١/١ و إسناده صحيح]

خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں: ''اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ ''عام الفیل'' (یعنی ہاتھیوں والے سال، جس سال ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کا ارادہ کیا اور تباہ ہوا) میں پیدا ہوئے۔''

[السيرة النبوية لابن كثير، ص : ١٣ بتحقيق الشيخ الصدوق الالباني رحمه الله]

پیر کے دن کے روزے کے بارے میں حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور یہی وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔''

[مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة...... الخ : ١١٦٢/١٩٨]

دودھ پینے کے دن اور بچپن کی یاد:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔''

[بخاری، کتاب النکاح، باب ﴿ و أمهاتكم التي أرضعنكم ﴾ [illegible]]

حضرت علی [illegible] سنا:

''میں نے زندگی میں صرف دو بار کسی بے مقصد محفل میں شریک ہونے کا قصد کیا، جس [illegible] نے اپنے ساتھی چرواہے سے جو مکے کے بالائی حصے میں میرے ساتھ ہماری بکریاں چراتا تھا، کہا: ''میری بکریوں کا ذرا خیال رکھنا تاکہ میں مکہ میں دوسرے نوجوانوں کی طرح داستان گوئی کی محفل میں شریک ہو سکوں۔'' اس نے ہامی بھر لی تو میں چل پڑا اور جب میں مکہ کے گھروں میں سے ایک گھر کے قریب پہنچا تو میں نے موسیقی و گانے کی آوازیں سنیں، میں نے پوچھا: ''یہ کیسی آوازیں ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: ''فلاں قریشی کی فلاں عورت سے شادی ہے۔'' میں جب موسیقی اور گانے کی آواز سننے لگا تو مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا، میں



نبی کریم ﷺ بارہ (12) ربیع الاوّل پیر کے دن پیدا ہوئے تو ابلیس لعین چیخیں مار مار کر رویا۔ (الرّوض الانف مترجم اردو جلد اوّل صفحہ نمبر 351)۔ (اور آج بارہ ربیع الاوّل کی منکر نسلِ ابلیس چیخ چیخ کر روتی ہے)

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد عبدالمالک بن ہشام نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے بیان کیا ہے وہ محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بروز پیر 12 ربیع الاول عام الفیل کو اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ اپنے باپ [illegible] سے روایت کی ہے کہ میں اور رسول محترم ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے اور ہم [illegible] ایک ہی سال میں پیدا ہوئے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے [illegible] کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری قوم کے قابل اعتماد لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے تھے کہ میں چھ یا سات برس کا بچہ تھا میری کیفیت یہ تھی

حضور ﷺ کی کائنات میں جلوہ گری

ابلیس کی چیخ و پکار

بقی بن مخلد کی تفسیر میں ہے کہ ابلیس (لعنت اللہ) نے چار مرتبہ چیخ ماری: 1۔ جب ملعون ہوا، 2۔ جب زمین پر آیا، 3۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے وقت، 4۔ جب سورۃ الفاتحہ کا نزول ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رَنین (شدید چیخ) اور نَخار (خراٹوں جیسی آواز) شیطانی اعمال میں سے ہے۔ وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ اس سورۃ کو اُمُّ الکتاب کہنا درست نہیں بلکہ اسے فاتحۃُ الکتاب کہنا چاہئے۔

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدۂ محترمہ حضرت اُم عثمان فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت میں کاشانۂ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حاضر تھی۔ جب آپ ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ گھر نور سے لبریز تھا۔ میں نے ستاروں کو دیکھا وہ اتنے قریب ہو گئے

